

مسلك اہلبیت

ابوالحقائق غلام مرتضی ساقی مجددی

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
43	حضرات شیخین رضی اللہ عنہما	2	آقریظہ
48	غلیظہ ثلاث حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	5	حقانیت اہلسنت
54	حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم	7	اصلی کلمہ
57	علی داپہلا نمبر کہنے والے کا حکم	10	بوضوہ کا طریقہ اور وضو میں پاؤں دھونا
59	ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	11	اذان
60	حضور اکرم ﷺ کی اولاد و امجاد رضی اللہ عنہم	12	اوقات نماز
63	حضرت امیر معاویہ	13	نماز میں التحیات
66	باغ فدک	14	نماز جنازہ کی تکبیریں
69	تہجد	15	نماز تراویح
70	لوہے کے کڑے پہننا	16	عظمت صحابہ
70	تعزیہ نگارنا	21	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت برحق ہے
71	سیاہ لباس	21	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ "صدیق" ہیں
72	سیاہ جھنڈا	23	خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے
72	تبرہ کی حرمت	25	خليفة ازل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
73	ماتم	34	خليفة ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تقریظ

از

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

مفتی غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی

(سرگودھا)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله
واصحابه اجمعين۔ اما بعد!

حضور پر نور، نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ نے نجات پانے والا گروہ صرف اہل سنت و
جماعت کو قرار دیا ہے مثلاً انا علیہ واصحابی، وہی الجماعة۔ باقی تمام فرقوں کو
ناری اور جہنمی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا: کلہم فی النار۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۵)
جسے حضور اکرم ﷺ نے جہنمی قرار دیا ہو، اس کے ساتھ ”کچھ لو اور کچھ دو“ کی پالیسی پر
عمل کرنا ”جنت لو اور جہنم دو“ کے مترادف ہے۔

۔۔۔ نبی کریم ﷺ انہیں جہنمی قرار دے چکے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۸۹)

۔۔۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان پر لعنت بھیج چکے اللہم العن کل مبغض لنا وکل
محب لنا غال۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۰۷)

۱۔ حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ شیعہ کے بارے میں لکھ چکے تبا لہم الی
آخر الدھر۔ اللہ انہیں ہمیشہ بر باد کرے۔ (فتیۃ الطالبین جزء اول ص ۹، المنسوب الیہ
(

۲۔ سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرما چکے: تمام بدعتی فرقوں میں سب سے برادر فرقہ
ہے جو حضور اکرم ﷺ کے اصحاب کرام ﷺ کے ساتھ بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ خود قرآن
مجید میں ان کو کفار کے نام سے موسوم فرماتا ہے (مکتوبات، دفتر اول مکتوب ۵۴)
۳۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ان کی تکفیر کر چکے۔ (رد الرضا وغیرہ)
۴۔ تمام تر صوفیہ اور مشائخ ان کی تردید کرتے رہے اور بعض نے ان کے رد میں مستقل
کتابیں لکھیں۔

نبی کریم ﷺ نے علماء کو اس فرقے کی تردید پر ابھارا اور فرمایا: اذا ظهر الفتن و سب
اصحابی فلیظهر العالم علمہ جب فتنے ظاہر ہوں اور میرے صحابہ (ﷺ) کو گالیاں
دی جائیں تو عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے۔ (الصواعق المحرقة ص ۳)
آج کل بعض پھرے ہوئے دماغ، دینی غیرت کے جنازے کو ”لبرل ازم اور وسعت
قلبی“ قرار دے رہے ہیں جس سے گزشتہ پوری امت کی تضلیل و تفسیق اور جنگ نظری
لازم آرہی ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ایسا موقف کفر ہے جس سے امت کی تضلیل و تفسیق
لازم آئے۔ (الشفا ج ۲ ص ۲۴۷)

وہابیہ نے (بزعم خود) روافض کی تردید کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور یہ بات مشہور کر رکھی ہے
کہ سنی، روافض کی تردید میں کوتاہ بلکہ ان کے ہم خیال ہیں۔

لہذا ہر جہت اور ہر لحاظ سے اہل سنت پر لازم ہے کہ روافض کی تردید بالکل اسی طرح

کریں جس طرح خوارج کی ترویج کرتے ہیں، موٹے موٹے اور اہم فرماتے ہیں،
خوارج، روافض، اور اہل سنت، سنت نام ہے اس اعتدال کا جو خارجیت اور رافضیت
کے درمیان ہے۔

اللہ کریم جل مجدہ ابوالحق حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب مدظلہ کو
جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے سنی مذہب کی مکمل تائید و رافضیوں کی کتب سے لفظ
بہ لفظ ثابت کر دکھائی ہے۔ یہ سنیوں کی مختصر ترین پا کٹ بک ہے، جس میں سب کچھ رکھ
دیا گیا ہے۔ فقیر نے آپ کی متعدد کتب کا مطالعہ کیا ہے مضبوط اور تحقیقی بات کرنے کے
عاوی ہیں اور دینی غیرت اور حمیت سے لبریز ہیں اور اسی چیز کی آج کل اہلسنت کو
ضرورت ہے۔

اللہ کریم جل حضرت کے علم و عمل میں مزید برکت پیدا فرمائے اور دینی خدمت کو شرف
قبول سے نوازے۔ آمین

فقیر غلام رسول قاسمی

۱۳ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ۔ بمطابق ۲ دسمبر

۲۰۰۹ء

بسم الله الرحمن الرحيم

حقانیت اہلسنت

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ تمام فرقے ہلاکت کے دھانے پر ہیں جبکہ نجات پانے والے لوگ صرف اور صرف اہلسنت و جماعت ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوا..... شیعی پیشوا ابن بابویہ قمی حدیث نبوی نقل کرتے ہیں:

”ان امنی ستفرق علی اثین وسبعین فرقة یهلك احدى وسبعون یتخلص فرقة قالوا یا رسول الله ﷺ من تلک قال الجماعة الجماعة الجماعة“۔ (کتاب الخصال ج ۲ ص ۱۲۹، مطبوعہ ایران)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اکہتر فرقے ہلاک (جہنمی) ہوں گے اور ایک جماعت نجات پائے (جنتی ہوگی) گی، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا ”وہ جماعت ہے، جماعت ہے، جماعت ہے۔“

..... سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسی بات کو اپنے خطبہ میں فرمایا:

سیہلک فی صنفان محب مفروط یذهب بہ الحب الی غیر الحق ومبغض مفروط یذهب بہ البعض الی غیر الحق، وخیر الناس فی حالاً النمط

الاورسط والزموه والزموا السواد الاعظم فان يدالله على الجماعة واياكم
والفرقة فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من
دعا الى هذا الشعار فاقتلوه ولو كان تحت عمامتي هذه۔ (صحیح البلاغہ ص ۳۶۵
خطبہ نمبر ۱۲۵)

عقرب میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا
اسے ظلم محبت حق کے خلاف لے جائے گا۔ دوسرا گروہ وہ میرے بارے میں بغض و عداوت
میں حد سے بڑھنے والا کہ اس کا بغض اسے حق کے خلاف لے جائے گا۔ اور میرے
باب میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو اعتدال پر ہوں گے تو تم بھی درمیانی راہ کو
لازم پکڑو، اور السواد الاعظم کے ساتھ رہو، بیشک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، خبردار
جماعت سے جدا نہ ہونا، پس جو جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کا شکار بن جاتا
ہے جیسے گلے سے جدا ہونے والی بکری بھیڑے کا لقمہ بنتی ہے۔ خبردار ہو جاؤ احوال
باتوں کی طرف بلائے اسے قتل کرو، خواہ وہ میرے عمامہ کے نیچے ہو۔

ب..... ارشاد نبوی ہے جو حب اہلیت پر فوت ہوا وہ (اہل) سنت و جماعت پر فوت
ہوا۔

(جامع الاخبار ص ۱۸۹، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۰۷)

ب..... حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

انا والله اهل السنة والجماعة (رسالہ تبراء ص ۱۵، مطبوعہ یوسفی و بیلی)

اللہ کی قسم بلاشبہ ہم سب اہل سنت و جماعت ہیں۔

ب..... شیعہ مذہب کی مستند کتاب ”جامع الاخبار“ میں ایک طویل حدیث قدسی نقل کی گئی

ہے، اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اہلسنت وجماعت کے لیے خوشخبری سنائی گئی کہ:

ليس على من مات على السنة والجماعة عذاب القبر ولا شدة يوم القيامة يا محمد من احب الجماعة احبه الله والملائكة اجمعين۔

(جامع الاخبار ص ۱۰۶ فصل سی و ششم فارسی)

ترجمہ: جو شخص مذہب اہلسنت وجماعت پر مرے گا اسے نہ قبر میں عذاب ہوگا اور نہ روز قیامت کی سختی، اے محمد ﷺ جو اس جماعت سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اس سے محبت کریں گے۔

..... حضرت علیؓ بصرہ میں ایک خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے اٹھ کر آپ سے پوچھا ”اے امیر المؤمنین اہل جماعت، اہل تفریق، اہل بدعت اور اہلسنت کون کون ہیں؟“ آپ نے فرمایا تیرا برا ہو، اچھا اگر تو دریافت کر ہی بیٹھا ہے تو سن! لیکن میرے بعد کسی دوسرے سے نہ پوچھنا، آپ نے فرمایا ”اہل (سنت و) جماعت میں اور میرے قبیعین ہیں، اگرچہ وہ تھوڑے ہی ہوں اور یہ حق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے امر سے ہے، اہل تفریق میرے اور میرے قبیعین کے مخالف ہیں اگرچہ ان کی کثرت ہی ہو اور اہلسنت تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ان طریقوں کو مضبوطی سے تھامنے والے ہیں جو ان کے لیے مقرر کئے گئے ہیں۔

(احتجاج طبری ج ۱ ص ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۰ مطبوعہ نجف)

(اشرف)

اصلی کلمہ

شیعہ حضرات عام طور پر جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ اہل بیت سے قطعاً ثابت نہیں، جبکہ
 حضرت امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ مجھے حدود ایمان بتائیں تو آپ نے
 فرمایا:

شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد ارسل اللہ والافرار بما جاء بہ من

عند اللہ وصلوۃ الخمس واداء الزکوۃ وصوم شہر رمضان وحج البیت۔

(امول کافی ج ۲ ص ۱۸، الثانی ترجمہ اصول کافی ج ۲ ص ۳۰ و مشکوٰۃ ص ۳۶ و فی ج ۲ ص ۲)

(۵)

یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ؑ اللہ کے رسول ہیں،
 آپ جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے اس کا اقرار کرنا، پانچ نمازیں پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا،
 ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج ادا کرنا۔

..... حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

”جو شخص نمازوں کی حفاظت کرتا ہے اس کے انتقال کے وقت ملک الموت

اس سے شیطان کو دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے یہ کلمہ تلقین کرتا ہے لا الہ الا اللہ

وان محمد ارسل اللہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۸۲، فی غسل ۱ میت)

..... آپ نے مزید فرمایا کہ موت کے وقت شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ دین کے

متعلق شکوک پیدا کرے، لہذا تم فوت ہونے والے کو یہ کلمہ تلقین کرو!

اشہدان الا الہ اللہ و اشہدان محمد عبده و رسولہ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۷۹)

..... حضرت امام ابو جعفر محمد باقر ؑ نے فرمایا:

”جس نے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله، کہا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار فیکیاں لکھتا ہے۔“ (الثانی ترجمہ موصول کافی ج ۲ ص ۵۱۱)

ب..... حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؑ تبلیغ کے لیے تعریف لے گئے تو لوگوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا اپنی ہوں، آپ کے لیے دو ہی باتیں ہیں □ یا تو کہہ دو لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدا عبده ورسوله یا میں تمہیں تموار سے سیدھا کر دوں گا۔“ (ارشاد مفید ص ۶۰)

ب..... حضرت امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں:

”اے اللہ کریم! اگر تو نے مجھے دوزخ میں جانے کا حکم دیا تو میں الی دوزخ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ میں کلمہ شریف لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھتا تھا۔“

(حلیۃ الما برار ج ۲ ص ۱۴۱، باب سوم)

ب..... حضرت ابوذر غفاری ؓ فرماتے ہیں:

”میں نے حضرت حمزہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت علی ؑ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ مجھے اسلام میں داخل کرنے کے لیے کیا پڑھائیں گے تو تینوں نے فرمایا کہ تجھے لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھائیں گے، جب میں آپ کی بارگاہ میں گیا تو آپ نے یہی کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھایا۔

(فروع کافی ج ۸ ص ۲۹۸، کتاب الروضہ، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۱۳۲، باب ششم)

ب..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش پر کھڑا دیکھا لا اله الا الله محمد رسول الله

قائمہ: اسلی کلمہ کے مزید دلائل: ہائس انڈیچین ج ۱ ص ۲۰، ج ۲ ص ۳۰۸، نیوچج لسانک ص ۴۲، بحف اللہ
ج ۱ ص ۶۵، حیات القلوب ج ۳ ص ۱۰۴، ج ۲ ص ۷۷، ۱۳۱، ۱۲۹، ۱۸۴، ۱۸۵، لا بحرہ المشرقہ ج ۱ ص ۱۱۱، تذکرۃ
المرءص ص ۱۱۰، الثانی ج ۲ ص ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰،

وضوء کا طریقہ اور وضو میں پاؤں دھونا

اہل تشیع وضو میں پاؤں کا مسح کرتے ہیں جبکہ یہ اہل بیت کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو!

..... حضرت زید بن علی اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا ”میں ایک دفعہ بیٹھا وضو کر رہا تھا کہ اسٹن میں حضور ﷺ تشریف لائے ابھی میں نے وضو شروع ہی کیا تھا تو آپ نے فرمایا! کلی کرو اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کرو، پھر میں نے تین مرتبہ منہ دھویا اس پر آپ نے فرمایا: دو دفعہ ہی کافی تھا پھر میں نے اپنے دونوں بازو دھوئے اور اپنے سر کا دو مرتبہ مسح کیا، آپ نے فرمایا ایک دفعہ ہی کافی تھا۔ پھر میں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے، آپ نے فرمایا! اے علی! گلیوں کے درمیاں خلال کرو، اللہ تمہیں آگ کے خلال سے بچائے“

(الاستبصار ج ۱ ص ۶۵، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳)

۱..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو وضو کرایا تو ”غسلت رجلیہ“ انہوں نے حضور ﷺ کے پاؤں دھوئے۔ (امالی لابی جعفر الطوسی ج ۱ ص ۳۸)

۲..... ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر بھول کر منہ دھونے سے قبل اپنے بازو دھولے تو منہ کو دھو پھر اس کے بعد بازوؤں کو دھو پھر اگر بھول کر دونوں بازوؤں میں سے بایاں بازو پہلے دھو بیٹھو تو پھر بھی دایاں بازو دھو، اور اس کے بعد بایاں پھر سے دھو، اور اگر بھولے سے سر کا مسح کرنے سے پہلے تو نے پاؤں دھولے تو پہلے مسح کر پھر پاؤں کو دوبارہ دھو۔

(تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۹، الاستبصار ج ۱ ص ۷۴)

۳..... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عمار بن موسیٰ نے ایسے شخص کے متعلق روایت کی کہ جس نے وضو مکمل کیا لیکن پاؤں نہ دھوئے، پھر پانی میں دونوں پاؤں کو اس نے اچھی طرح ڈبو یا (تو کیا اس کا وضو مکمل ہو گیا یا پاؤں دھونے کی ضرورت ہے؟) فرمایا ”اس کا پاؤں کو پانی میں ڈبونا دھونے کا بدلہ بن گیا۔“ (تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۶)

اذان

شیعہ حضرات کی موجودہ اذان اہل بیت کی اذان کے خلاف ہے ملاحظہ ہوا

۱..... جناب موسیٰ بن جعفر اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے اذان کی تفسیر میں حدیث بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

اللہ اکبر (چار مرتبہ) اشہدان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشہدان محمد رسول اللہ

(دومرتبہ) حی علی الصلوٰۃ (دومرتبہ) حی علی الفلاح (دومرتبہ) اللہ اکبر (دومرتبہ) لا الہ الا اللہ (ایک مرتبہ)

ملاحظہ ہوا! (وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۷۲۴، من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۸۸)

۱۔۔۔۔۔ شیعہ مصنف نے لکھا ہے: صحیح اور کامل اذان وہی ہے جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اسی کتاب میں روایت کی گئی ہے، نہ اس میں زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ ان الفاظ سے کم، جو اس میں مذکور ہوئے۔ ”مفوضہ“ نامی گروہ پر اللہ کی لعنت ہوا انہوں نے بہت سی من گھڑت باتیں بنائیں اور ان من گھڑت باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے اذان میں ”محمد و آلہ خیر البریہ“ کے الفاظ بڑھا دیئے۔ انہی کی کچھ دوسری من گھڑت روایات میں یہ بھی ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کے الفاظ کے دومرتبہ مؤذن یہ بھی کہے ”اشہد ان علیا ولی اللہ“ ان میں سے ہی بعض نے مذکورہ الفاظ کی جگہ یہ الفاظ کہنے کو لکھا ”اشہد ان علیا امیر المؤمنین حقا“ یہ باتیں حقائق پر مبنی ہیں کہ حضرت علی ”ولی اللہ“ ہیں، آپ ”امیر المؤمنین“ بالحق ہیں اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل ”خیر البریہ“ ہیں لیکن اس حقیقت کے ہوتے ہوئے یہ الفاظ ہرگز ہرگز اذان میں داخل نہیں ہیں۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۹۳، ج ۱ ص ۱۸۸)

اوقاتِ نماز

شیعہ حضرات کے اوقات نماز اہل بیت کے اوقات کے خلاف ہیں۔ دیکھئے! ۱۔۔۔۔۔ حضرت امام جعفر صادق ﷺ سے معاویہ بن وہب روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا ”جبرئیل علیہ السلام ایک دن حضور ﷺ کے پاس نماز کے اوقات لے کر حاضر

ہوئے۔ جب زوال شمس ہوا تو آکر کہا ”حضور! نماز ظہر ادا کیجئے“ آپ نے ظہر ادا فرمائی پھر جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل بڑھ گیا تو جبرئیل دوبارہ آئے اور آپ سے نماز عصر پڑھنے کو کہا آپ نے عصر ادا فرمائی، پھر غروب آفتاب کے بعد حاضر ہو کر آپ سے نماز مغرب ادا کرنے کو کہا، آپ نے مغرب ادا فرمائی، پھر شفق ختم ہونے پر حاضر ہو کر نماز عشاء پڑھنے کو کہا، آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی، پھر صبح صادق ہونے پر حاضر ہوئے اور نماز فجر پڑھنے کو کہا، آپ نے وہ بھی ادا فرمائی پھر جبرئیل دوسرے دن آئے اور اس وقت ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا، جبرئیل نے آپ کو نماز ظہر ادا کرنے کو کہا آپ نے نماز ادا فرمائی، پھر دو مثل سایہ پڑنے پر حاضر ہو کر آپ کو نماز عصر پڑھنے کو کہا آپ نے اس وقت عصر ادا فرمائی۔ (وسائل الشیخ ج ۳ ص ۱۱۵)

..... حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا ”جب تیرا سایہ تیری ایک مثل ہو جائے تو ظہر پڑھ اور جب تیرا سایہ تیری دو مثل ہو جائے پھر نماز عصر ادا کر۔“

(فقہ امام جعفر صادق ج ۱ ص ۱۳۵)

..... ابراہیم کرفی کہتا ہے کہ میں نے ابو الحسن موسیٰ کاظم سے پوچھا حضور! ظہر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ فرمانے لگے جب زوال شمس ہو جائے، میں نے پھر پوچھا کہ اس کا آخری وقت کیا ہے؟ فرمانے لگے ”جب سورج کوڑھلے ہوئے اتنا وقت ہو جائے کہ چار قدم سایہ لمبا ہو جائے“ ظہر کا وقت دوسری نمازوں کی طرح لمبا چوڑا نہیں ہوتا۔ میں نے پوچھا وقت عصر کب شروع ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ظہر کا آخری وقت عصر کا ابتدائی وقت ہے۔ (تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۶)

..... حضرت امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں ”جس نے مغرب کی نماز افضلیت

حاصل کرنے کی غرض سے مؤخر کر کے (لیٹ) پڑھی وہ ملعون ہے، وہ ملعون ہے۔“ (وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۳۷)

نماز میں التحیات پڑھنا

اہل تشیع نماز میں بحالت قعدہ ”التحیات للہ والصلوات والطیات“ کو درست نہیں مانتے جبکہ اہل بیت پاک ﷺ اس کے قائل و عامل رہے ہیں۔

ب..... حضرت امام جعفر صادق ﷺ سے ”التحیات للہ والصلوات والطیات“ کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کلمات کیسے ہیں؟ فرمایا ”یہ دعاؤں میں سے دعا ہے اور ان کی ادائیگی کے ذریعے بندہ اپنے پروردگار کی بے پایاں عنایات اور خوشنودیوں کا طالب ہوتا ہے۔“ (الاستبصار ۱/۲۴۲)

ب..... حضرت امام محمد باقر ﷺ نے زرارہ کو فرمایا کہ تشہد کے دوران یہ کلمات پڑھو: بسم اللہ وباللہ والحمد للہ والاسماء الحسنی کلھا للہ واشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان محمد اعبده ورسوله ارسلہ بالہدی ودين الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون التحیات للہ والصلوات والطیات الطاہرات... الخ

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۰۹)

ب..... حضرت امام جعفر صادق ﷺ سے تشہد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کلمہ شہادت کے بعد التحیات للہ والصلوات..... الخ کی تلقین فرمائی اور بار بار پوچھنے کے باوجود یہی الفاظ دہراتے تھے۔ (رجال کشی ج ۱ ص ۳۷۹)

نماز جنازہ کی تکبیریں

اہل تشیع کے نزدیک پانچ تکبیریں نماز جنازہ میں ضروری ہیں جبکہ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے خلاف ہیں۔ ملاحظہ ہوا!

۱..... امام محمد باقر ؑ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز جنازہ کی تکبیروں کی تعداد مقرر ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا ”نہیں، رسول اللہ ؐ نے کیا رہ، نو، سات، پانچ، چھ اور چار تکبیریں کہیں“ (تہذیب الاحکام ج ۳ ص ۳۱۶)

۲..... حضرت امام باقر ؑ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حضرت علی ؑ جنازہ پڑھتے وقت پانچ اور چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (قرب الاسناد ج ۲ ص ۲۰۹)

۳..... حضرت امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں کہ پہلے نبی کریم ؐ جنازہ پر پانچ تکبیریں کہتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو منافقین پر نماز جنازہ ادا کرنے سے منع فرمایا تو آپ جنازہ پر چار تکبیریں کہتے تھے۔

(فروع کافی ج ۱ ص ۹۵، تہذیب الاحکام ص ۷۷، العلل والاشراح ص ۳۰۳)

معلوم ہوا کہ باقی تکبیریں منسوخ ہیں، لہذا جنازہ میں صرف چار تکبیریں کہنی چاہئیں

۴..... حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ؑ نماز جنازہ میں صرف تکبیر اولیٰ (پہلی تکبیر) کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔ (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۷۸۶)

۵..... حضور ؐ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو اس میں صرف چار تکبیریں کہی تھیں

(ناخ التوارخ ج ۳ ص ۲۵۳)

نماز تراویح

اہل تشیع نماز تراویح کے خلاف ہیں اور اسے فاروقی بدعت قرار دیتے ہیں جبکہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نماز تراویح کے قائل اور اس پر عامل رہے ہیں۔ ملاحظہ ہوا لکھا ہے:

..... بہت سے راویوں نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عثمان بن عفان ؓ کے دور خلافت میں گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے، آپ نے دیکھا کہ مسجد میں چراغ جل رہے ہیں اور مسلمان باجماعت نماز (تراویح) میں مشغول ہیں، یہ دیکھ کر آپ نے دعا فرمائی ”اے اللہ! عمر بن الخطاب کی قبر کو منور فرما جس طرح اس نے ہماری مسجدوں کو منور کر دیا“۔

(شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۹۸ لا بن ابی حدید)

..... حضرت امام جعفر صادق ؓ، رمضان شریف میں ہر رات نوافل کی کثرت فرماتے تھے اور روزانہ معمول کے سوا بیس رکعت نوافل کا اضافہ کرتے اور دوسروں کو بھی حکم دیتے تھے۔ (تہذیب الاحکام ص ۱۳۰، الاستبصار ج ۱ ص ۲۶۲ طبع ایران، ج ۱ ص ۲۳۱ طبع نوکھور، من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۸۸، فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۳)

..... حضرت امام جعفر صادق ؓ بیان کرتے ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ رمضان مہینہ میں اپنی نماز کو بڑھا دیتے تھے، عشاء کی نماز کے بعد نماز کے لیے کھڑے ہوتے لوگ پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے، اسی طرح کچھ وقفہ کیا جاتا پھر اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو نماز (تراویح) پڑھاتے۔

(فروع کافی ج ۱ ص ۳۹۶ طبع نوکھور، ج ۲ ص ۱۵۳ طبع

عظمت صحابہ کرام

۔۔۔ مولائے کائنات حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ کے صحابہ کو میں نے دیکھا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پاتا، وہ تمام شب مسجدوں اور نماز میں گزرتے، صبح کو اس حالت میں ہوتے کہ ان کے بال پریشان اور غبار آلود ہوتے، ان کا آرام و سکون پیشانیوں اور رخساروں پر طویل سجدوں سے ہوتا تھا۔ وہ اپنی عاقبت کی یاد سے دیکھتے کوٹلے کے مانند بھڑک اٹھتے تھے، کثرت سجد اور طول سجدہ کی وجہ سے ان کے ماتھے دنیوں کے گھٹنوں کی طرح ہو گئے تھے، اللہ کا نام جب ان کے سامنے لیا جاتا تو وہ اٹک بار ہو جاتے، آنسو بہہ پڑتے، ان کے گریبان بھیگ جاتے، اور عذاب الہی کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح کانپتے جس طرح سخت آندھی میں درخت کانپتا ہے۔

(نوح البلاغ ص ۳۵۵) (مترجم) خطبہ نمبر ۹۶، نیرنگ فصاحت ص ۱۰۵

۔۔۔۔۔ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰؑ نے ایک خطبہ میں السابقون الاولون صحابہ کی شان یوں بیان کی:

فاز اهل السبق بسبقهم وذهب المهاجرون الاولون بفضلهم۔

(نوح البلاغ، خطبہ نمبر ۱، نیرنگ فصاحت ص)

ترجمہ: (اسلام اور اعمال صالحہ میں) سبقت کرنے والے اپنی سبقت کے ساتھ فائز المرام ہوئے اور صحابہ جہن اولین اپنے فضل و کمال کے ساتھ گذر چکے۔

..... حضرت اسد اللہ الغالب، امام المشرق والمغرب علیؑ صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں کو اپنے ایک اور خطبہ میں یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

اے اللہ کے بندو! جان لو کہ متقی پرہیزگار وہی لوگ تھے جو دنیا و آخرت کی نعمتیں سمیٹ کر گزر چکے ہیں۔ وہ لوگ اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہوئے، لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو سکے، وہ مقدس ہستیاں دنیا میں یوں سکونت پذیر رہیں جیسے رہنے کا حق تھا۔ اور دنیا کی نعمتوں سے انہوں نے کھایا جیسا حق تھا، اور دنیا کی ہر اس نعمت سے ان ہستیوں نے حصہ پایا، جس سے دنیا کے بڑے بڑے حکمرین نے حصہ پایا، اور دنیوی مال و دولت، جاہ و حشمت جس قدر بڑے بڑے جابرین حکمرین نے لیا، اسی قدر انہوں نے بھی لیا، پھر یہ ہستیاں صرف زاوا آخرت لے کر، اور آخرت میں نفع بخش تجارت کو ہمراہ رکھ کر دنیا سے بے رغبت ہو گئیں۔ یہ لوگ دنیا کی بے رغبتی کی لذت کو اپنی دنیا میں حاصل کر چکے تھے کہ کل اللہ سے آخرت میں ملنے والے ہیں، یہ وہ حضرات تھے جن کی کوئی دعا نا منظور نہیں ہوتی تھی، اور ان کی آخرت کا حصہ دنیوی لذتوں کی وجہ سے کم نہیں ہوگا۔ (نوح البلاغہ خطبہ نمبر ۲)

..... آپ نے مزید فرمایا: میں تمہیں اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ کسی کو برا نہ کہو، کیونکہ انہوں نے آپ کے بعد کوئی کام خلاف اسلام نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کرنے والوں کو دوست بنایا اور نہ پناہ دی، رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے متعلق یہی وصیت فرمائی ہے۔ (الامالی ج ۲ ص ۳۶ لابی جعفر الطوسی)

..... یہ بات بحار الانوار ج ۲۲ ص ۲۰۶ پر بھی موجود ہے۔

..... حضرت امام حسن عسکری فرماتے ہیں ”اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

فرمایا: اصحاب محمد کو مگر انبیاء علیہم السلام کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد ﷺ کو تمام رسولوں پر۔“ (آثار حیدری ترجمہ تفسیر حسن عسکری ص ۲۷)

..... حضور ﷺ نے فرمایا ”جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے کسی صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا۔“ (جامع الاخبار ص ۱۸۳ فصل ۱۲۵)

..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اگر کسی امر میں میری حدیث موجود نہ ہو تو پھر جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث ملے، کیونکہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کر لو گے ہدایت پالو گے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔“

(بخار الانوار ج ۲۲ ص ۳۰۷، معانی الاخبار ص ۱۵۶، انوار نعمانیہ ج ۱ ص ۱۰۰، عیون الاخبار ج ۲ ص ۸۵، احتجاج طبری ج ۲ ص ۱۰۵)

..... حضور ﷺ نے فرمایا ”میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری ذمہ داری ہیں، ان کے عیب چھپاؤ اور خوبی بیان کرو۔“ (بخار الانوار ج ۲۲ ص ۱۲۳، امالی ص ۶۰، الاپی جعفر طوسی)

..... جس نے مجھے گالی دی وہ بھی کافر ہے اور جس نے میرے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی دی وہ بھی کافر ہے اور جو انہیں گالی دے اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۲ فصل ۱۲۵)

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم
باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنه۔

ترجمہ: مهاجرین و انصار میں سے سبقت کرنے والے اور ان لوگوں سے جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی، خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔ حضرت صادق علیہ

السلام نے فرمایا کہ خدا نے درجہ ایمان کے مطابق ان لوگوں کا پہلے ذکر کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ پھر دوسرے درجہ میں انصار کا ذکر کیا، جنہوں نے مہاجرین کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی تھی، پھر تیسرے درجہ میں ان تابعین کا نیکی کے ساتھ ذکر فرمایا، غرض ہر گروہ کو اس درجہ اور منزلت میں قرار دیا جو ان کے لیے اس کے نزدیک ہے۔ (حیات القلوب اردو ج ۲ ص ۹۱۵ مطبوعہ لاہور)

..... نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے لیے یہ دعا فرمائی:

لا تعيش الآخرة إلا تعيش الآخرة اللهم ارحم الانصار والمهاجرة۔

(مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۱۸۵، مطبوعہ ایران)

نہیں بہتر زندگی مگر آخرت کی زندگی، اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

..... اب حضرت علی المرتضیٰؑ کا ایک اور خطبہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں انہوں

نے صحابہ کبار علیہم الرضوان کی تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے اور

اس خطبہ کا ترجمہ شیعہ مترجم ڈاکٹر حسین کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔

این اخوانی الذین ركبوا الطريق ومضوا على الحق این عمار و این ابن النہیان

و این ذو الشہادتین و این نظراء هم من اخوانهم الذین تعاقدوا على المنة

و ابر دبرء و سهم الى الفجرة قال ثم ضرب يده على لحيته الشريفة الكريمة

فاطال البكاء ثم قال عليه السلام اؤء على اخوانی الذین قرؤ القرآن

فاحكموه وتدبروا الفرض فاقاموه احيوا السنة واما توالبدعة

اذا دعوا للجهاد فاجابوا وثقوا بالقدائد فاتبعوه۔ (فتح البلاء خطبہ نمبر ۱۸۱)

کہاں ہیں وہ میرے بھائی جو راہ خدا میں سوار ہوئے تھے۔ اور اسی اعتقاد حقہ پر

گزر گئے، کہاں ہے عمار، کدھر ہے ابن انصیان، کس طرف ہے ذوالشہاوتین، کہاں ہیں ان کی مثالیں اور کس طرف ہیں ان کے دینی بھائی جو خدا کی راہ میں مرنے کی قسمیں کھائے ہوئے تھے۔ اور جن کے سرفاسق و فاجر شامیوں کی طرف بھیجے گئے، راوی کہتا ہے۔ کہ یہ فرما کر حضرت (علی) نے ریش مہارک پر ہاتھ پھیرا، بہت دیر تک روتے رہے، پھر فرمایا آہ اوہ میرے دینی بھائی جو قرآن کی تلاوت کرتے تھے، وہ امور واجبات میں فکر سے کام لیتے ہوئے انہیں قائم کرتے تھے، وہ سنت پیغمبر کو چلاتے تھے، وہ بدعتوں کو دور کرتے تھے، جب انہیں جہاد کی طرف بلایا جاتا تھا، تو نہایت خوشی سے قبول کرتے تھے، اپنے پیشوا پر بھروسہ رکھتے تھے اس کے اوامر و انہی کی اطاعت کرتے تھے۔

..... اسی طرح کا مضمون نیرنگ فصاحت ص ۱۳۵ پر بھی موجود ہے۔

امامت صدیق اکبر ﷺ برحق ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی امامت کے انکار میں آج کل بہت شور و غل کیا جاتا ہے جبکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے ”امامت صدیق“ کے برحق ہونے کا عملی ثبوت پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ باجماعت نماز میں مقتدی امام کی اقتداء میں نماز کے افعال سرانجام دیتا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے تو بالکل وہی افعال سرانجام دیتے جو حضرت ابو بکر صدیق ﷺ ادا کرتے تھے تو گویا وہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی امامت کو برحق سمجھتے تھے۔

..... سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ﷺ باجماعت نماز حضرت صدیق اکبر ﷺ کی اقتداء میں

ادا فرماتے تھے۔ (احجام طبری ج ۱ ص ۲۳۲، مرآۃ العقول شرح اصول کافی ص ۸۸، تلخیص الثانی ج ۲ ص ۱۵۸، حلیہ جدیدی ج ۱ ص ۲۷۵، تفسیر فی ج ۲ ص ۱۵۸، جلال المصنوع ص ۱۵۰)

حضرت ابو بکر ”صدیق“ ہیں

خلیفہ اول سیدنا ابو بکر ؓ کا صدیق ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت ہے مثلاً:

ب..... حضور ﷺ نے عرش پر لکھا دیکھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق“ ملاحظہ ہوا۔ (احجام طبری ۸۳)

ب..... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”میرے بعد اللہ تمہیں بہتر شخص ابو بکر صدیق ؓ پر جمع فرما دے گا“

(تلخیص الثانی ج ۲ ص ۳۷۲)

ب..... امام محمد باقر ؓ فرماتے ہیں:

لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الغار قال لفلان کانی انظر الی سفینة جعفر فی اصحابہ یقوم فی البحر وانظر الی الانصار محتسبین فی افئیتهم فقال فلان تراهم یا رسول اللہ قال نعم قال فأرانیهم فمسح علی عینہ فراحم فقال له رسول اللہ انت الصدیق۔ (تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۹۰ مطبوعہ ایران، بحار الانوار ج ۱۹ ص ۸۱)

جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کی رات) غار میں تھے۔ تو آپ نے فلاں کو (یعنی حضرت ابو بکر ؓ کو) فرمایا کہ میں حضرت جعفر طیار (ؓ) اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔ نیز فرمایا میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے

صحنوں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر (ؓ) نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ واقعی دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تو عرض کی مجھے بھی دکھلا دیجئے۔ تو آپ نے ابو بکر کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا تو صدیق ہے۔

..... حضرت بریدہ اسلمی (ؓ) نے کہا ہے:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول ان الجنة تشتاق الى ثلاثة قال فجاء ابو بکر فقیل له يا ابا بکر انت الصديق وانت ثاني اثنين اذ هما في الغار۔ (رجال کشی ص ۳۲ مطبوعہ کربلا)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے حکم جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے فرماتے ہیں کہ احنے میں حضرت ابو بکر (ؓ) آئے تو انہیں فرمایا گیا اے ابو بکر تم صدیق ہو، اور غار میں دو کے دوسرے ہو۔

..... حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں نے امام باقر (ؓ) سے سوال کیا کہ کیا تلواریں کو زیور لگانا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ حضرت ابو بکر صدیق (ؓ) نے اپنی تلوار پر زیور لگایا ہے۔“ میں عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں، اس پر امام عالی مقام غصہ میں آگئے اور قبلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا ”ہاں“ وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ اس کے قول کو نہ دنیا میں سچا کرے، نہ آخرت میں۔“ (کشف الغمہ ص ۷۸)

معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر (ؓ) کو ”صدیق“ نہ ماننے والے دنیا و آخرت میں جھوٹے ہیں اور اہلیت کو ناراض کرنے والے بھی۔ العیاذ باللہ!

.....حضرت امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں ”میں دو طرح سے صدیق اکبر کی اولاد میں شامل ہوں۔“ (احقاق الحق ص ۷)
 معلوم ہوا کہ تمام اہلبیت کرام آپ کو ”صدیق اکبر“ مانتے ہیں۔

خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے

صرف سیدنا علی المرتضیٰ ؑ ہی نہیں بلکہ چاروں خلفاء برحق ہیں۔ چنانچہ
حضرت علی ؑ فرماتے ہیں ”تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس کے
 نظم و نسق کو برقرار رکھنے کی سب سے زیادہ قوت و صلاحیت رکھتا ہو اور اس کے بارے
 میں اللہ کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔ (نسخ البلاغہ حصہ اول خطبہ نمبر ۱۷۲)
ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان ؓ کی بیعت کی تھی، انہوں نے
 میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے
 تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہے، اسے نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ
 ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شورعی کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی پر
 اتفاق کریں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب
 جو کوئی اس شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی
 طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر اس سے انکار کرے تو اس
 سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہو لیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ
 تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (نسخ البلاغہ حصہ دوم مکتوب نمبر ۶)

۱..... حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی،، کیونکہ ابو بکر صدیق ؓ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن اور حضرت عمر فاروق ؓ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان ؓ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے چار سال ایک دن کم سات ماہ اور حضرت امام حسن نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی، یہ مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذهب ج ۲ ص ۴۲۹، احتقاق حق ۲۶۵)

مقصود یہ ہے کہ ان حضرات کا دور خلافت برحق ہے۔

خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق ؓ

سیدنا صدیق اکبر ؓ نے اپنے کمالات و فضائل میں سب سے ممتاز و منفرد اور یکتا ہونے کی بناء پر بلا فصل خلیفہ رسول ہونے کا اعزاز حاصل کیا، مثلاً

۱..... نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے مجمع میں اکثر فرمایا کرتے کہ ابو بکر صدیق نماز اور روزہ کی بنا پر سبقت نہیں لے گئے بلکہ سبقت کی وجہ وہ محبت ہے جو ان کے سینے میں جمی ہوئی تھی۔ (محاسن المؤمنین ج ۱ ص ۲۰۶)

۱..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش پر کھٹا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق۔ (احتجاج طبری ج ۱ ص ۳۶۵)

۱..... غار ثور میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر ”صدیق“ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہیں بھی جعفر طیار کی کشتی اور انصار نظر آ گئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا ”تو صدیق

ہے۔ (تفسیر فی ج ۱ ص ۳۱۷، بحار الانوار ج ۱۹ ص ۸۱)

..... بے شک ہم ابو بکر صدیق کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار جانتے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے یار غار ہیں اور نماز میں حضور کے ساتھ دوسرے تھے اور بے شک ہم آپ کی بزرگی مانتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں امامت نماز کا حکم دیا تھا۔ (شرح فتح البلاء ج ۱ ص ۲۹۳، جز ۶ لابن ابی حدید)

..... سیدنا امام محمد باقر ؓ سے مروی ہے:

قال امیر المؤمنین علیہ السلام بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد والناس مجتمعون بصوت عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم فقال لہ ابن عباس یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شینا من القرآن قال لقد قلته لا امر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا افتشہدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ استخلف ابابکر۔ (تفسیر مافی ج ۲ ص ۵۶۱، ۵۶۲ مطبوعہ ایران، تفسیر فی ج ۲ ص ۳۰۱ مطبوعہ ایران)

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد مسجد میں لوگوں کے بھرے اجتماع میں بلند آواز سے الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے ابوالحسن علی المرتضیٰ ؓ! جو کچھ آپ نے پڑھا اس پڑھنے کا کیا مقصد ہے، تو مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے قرآن مجید سے آیت پڑھی ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا آپ کے پڑھنے کی کوئی نہ کوئی غرض اور غایت ہے۔ تو حضرت

علی المرتضیٰ ؑ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے، اور جو تم کو رسول اللہ دیں ؑ لے لیا کرو، اور جس سے منع فرمائیں رک جایا کرو۔ تو تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گواہ ہو جاؤ کہ انہوں نے حضرت ابو بکر کو اپنا خلیفہ بنایا۔
..... ایک اور روایت میں واضح موجود ہے کہ:

ثم قام وتهيأ للصلاة وحضر المسجد وصلى خلف ابى بكر -
(تفسیر فی ج ۲ ص ۵۰۳، احتجاج طبری ج ۱ ص ۱۲۶)

حضرت علی ؑ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں آئے اور حضرت ابو بکر ؑ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جلاء العیون کا اردو ترجمہ جو شیعہ حضرات کا مترجم ہے کی عبارت ملاحظہ ہوا لکھا ہے جناب امیر (علیہ السلام) نے وضو کیا، اور مسجد میں تشریف لائے خالد بن ولید بھی پہلو میں آکھڑا ہوا، اس وقت ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے۔ (جلاء العیون اردو ج ۱ ص ۲۱۳ مطبوعہ لاہور)

..... حضرت علی المرتضیٰ ؑ فرماتے ہیں:

”ہر ذلیل میرے نزدیک باعزت ہے جب تک اس کا دوسرے سے حق نہ لے لوں اور قوی میرے لیے کمزور ہے یہاں تک کہ میں مستحق کا حق اس سے دلا نہ دوں ہم اللہ کی قضاء پر راضی ہوئے اور اس کے امر کو اسی کے سپرد کیا، اے پوچھنے والے! تو سمجھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ پر بہتان باندھوں گا، خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ہی سب سے پہلے جھٹلانے والا بنوں، میں

نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا ابو بکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر ہے اور میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔ (صحیح البلاغہ حصہ اول ص ۸۸، ۸۹ خطبہ نمبر ۳۷)

..... اسی خطبہ کی تشریح کرتے ہوئے ابن میثم لکھتا ہے کہ:

فقروله فنظرت فاذا اطاعني قد سبقت بيعتي اى طاعتي لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيما امرني به من ترك القتال قد سبقت بيعتي للقوم فلا سبيل الى الامتناع منها وقوله واذا الميثاق فى عنقى لغيرى اى ميثاق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعهده الى بعدم المشاققة وقيل الميثاق ما لزمه من بيعة ابى بكر بعد ايقاعها اى فاذا ميثاق القوم قد لزمنى فلم يمكنى المخالفة بعده۔

(شرح صحیح البلاغہ ج ۲ ص ۹۷ لابن میثم مطبوعہ ایران)

(حضرت مولانا علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ پس میں نے غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا بیعت لینے سے اطاعت کرنا سبقت لے گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ترک قتال کا مجھے حکم فرمایا تھا، وہ اس بات پر سبقت لے گیا ہے کہ میں قوم سے بیعت لوں۔ واذا الميثاق فى عنقى لغيرى سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے وعدہ لینا ہے، مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ جب لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں، تو میں بھی بیعت کر لوں پس جب قوم کا عہد مجھ پر لازم ہوا یعنی ابو بکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے ناممکن تھا کہ میں اس کی مخالفت کرتا۔

ب..... مزید فرمایا: ”تم رسول اللہ ﷺ کے گواہ بن جاؤ کہ انہوں نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا ہے۔“ (تفسیر صافی ج ۲ ص ۵۶۱، تفسیر فی ۶۲۴)

ب..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آخری وقت عرض کیا گیا کہ آپ اپنے قائم مقام کے لیے وصیت کیوں نہیں فرماتے تو آپ نے فرمایا:

ما وصی رسول اللہ ﷺ فاوصی ولكن قال ان اراد الله خير آف جمعهم
على خيرهم بعد نبیہم۔ (تخصیص الشافی ج ۲ ص ۳۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے وصیت نہیں کی تھی (تو میں کیسے کروں؟) البتہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے بعد تم میں سے بہتر شخص پر لوگوں کا اتفاق ہو جائیگا۔

ب..... دوسری روایت ہے کہ جب ابن ماجہ ملعون نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا، تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو آپ نے فرمایا: قال لا، فانا دخلنا على رسول الله حين ثقل فقلنا يا رسول الله استخلف علينا فقال لا، (تخصیص الشافی ج ۲ ص ۳۷۲، مطبوعہ نجف اشرف)

تو آپ نے فرمایا ”نہیں“ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وقات میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لیے کوئی اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں، تو جواب دیا نہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو تم اختلاف کر دے جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں خیر دیکھا تو تمہارے لیے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کر دے گا۔

ۛ..... اسی سلسلہ روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ مولائے کائنات ﷺ سے اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا:

ولكن اذا اراد الله بالناس خيرا استجمعهم على خير كما جمعهم بعد نبهم على خيرهم۔ (الثانی ص ۱۷۱، مطبوعہ نجف اشرف)

لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کے بہتر شخص پر انہیں متفق کروے گا۔ جس طرح نبی ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بہتر شخص (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر جمع فرمایا تھا۔

ۛ..... حضرت علیؑ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو اس قدر جلدی در دولت سے تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھا صرف پیرہن میں ملیں تھے اسی صورت میں ابو بکر کے ہاں پہنچے اور بیعت کی، بیعت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بھیجے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں۔ (تاریخ روضۃ الصفاء ج ۱ ص ۴۳۲)

ۛ..... حضرت امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا..... ابو بکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا ”اللہ رحم کرے ابو بکر صدیقؓ پر خدا کی قسم اوہ قرآن پڑھنے والے، منکرات سے روکنے والے، اپنے گناہوں سے واقف رہنے والے، اللہ سے ڈرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، تقویٰ میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت رکھنے والے، زہد اور عفت کے سردار تھے، جس نے ابو بکر پر اعتراض کیا اللہ اس پر غضب نازل فرمائے“۔ (مروج الذهب ج ۳ ص ۵۵)

ۛ..... حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں:

”میں ابو بکر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابو بکر، عمر سے افضل ہیں۔“

(احتجاج طبری ج ۲ ص ۷۹ ص ۴)

ب..... بلاشبہ حضرت ابو بکر ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور چار بگبیریں کہیں (شرح معجم البلاغ ج ۳ ص ۱۰۰ الا بن ابی حدید)

ب..... حضرت علی بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو اس وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی حصہ تھا اس انتقال کی خبر سن کر ابو بکر، عمر، عثمان، زبیر اور عبدالرحمان بن عوف حاضر ہوئے پھر جب نماز جنازہ کے لیے ان کی میت رکھی گئی تو حضرت علی نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا ”اے ابو بکر! آگے ہو کر ان کی نماز جنازہ پڑھائیے۔“ پوچھا کہ اے ابوالحسنین! آپ اس وقت موجود تھے، فرمایا، ہاں، حضرت علی مرتضیٰ نے کہا تھا ”ابو بکر چلو نماز پڑھاؤ، خدا کی قسم! فاطمہ کی نماز جنازہ تمہارے بغیر کوئی نہیں پڑھائے گا تو حضرت ابو بکر صدیق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر انہیں رات کے وقت سپرد خاک کر دیا گیا (شرح معجم البلاغ ج ۲ ص ۱۰۲ ابن ابی حدید)

ب..... حضرت علی کے ایک خطبہ کے متعلق شیعی روایت ملاحظہ ہو!:

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبته خیر هذه الامة بعد نبیہا ابو بکر وعمر وفي بعض الاخبار انه علیہ السلام خطب بذلك بعد ما انھی الیه ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشتیمة فدعی به وتقدم بعقوبته بعد ان شهدوا علیہ بذلك۔ (الثانی ج ۲ ص ۲۲۸)

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام امت سے

افضل ابو بکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علی کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے، جس کے بعد امیر المؤمنین علی نے اس گالی بکنے والے کو بلایا، شہادت طلب کی اور شہادت کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔

..... اسی کتاب الشافی میں امام زین العابدین کی روایت ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھروں گا، اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا:

ويحك يا اباسفيان هذه من دواهيك قد اجتمع الناس على ابى بكر مازلت تبغى الاسلام عوجا في الجاهلية والاسلام والله ماضر الاسلام ذلك شينا مازلت صاحب الفتنة۔ (الشافی ج ۲ ص ۲۲۸)

ابوسفیان! تیرے لیے سخت افسوس ہے، یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجتماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہونچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گر ہی رہیگا۔

..... رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت جب غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ اور امت کو یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ آپ پر (صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابو جہل اور کفار قریش نے

آپ کے خلاف منصوبہ بنایا ہے اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی المرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کو حکم دیں، اور فرمایا کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اہل حق و باطل کا مرتبہ، حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو آپ پر فدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ہجرت میں ابو بکر کو اپنا ساتھی مقرر فرمائیں، کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت و رفاقت اختیار کر لیں اور حضور کے عہد و پیمان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں ہوں گے، اور جنت کی نعمتوں میں آپ کے مخلصین سے ہوں گے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے تو نہ پائے، اور تمہیں ڈھونڈے تو تم اسے مل جاؤ، اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں، حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی مقدس روح کے لیے سپر ثابت ہو۔ اور میری زندگی حضور پر اور حضور کے ساتھی پر اور حضور کے بعض حیوانات پر فدا ہو، حضور امتحان فرمائیں، میں زندگی کو پسند ہی اس لیے کرتا ہوں کہ حضور کے دین کی تبلیغ کروں، اور حضور کے دوستوں کی حمایت کروں، اور حضور ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں، اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا، یہ سن کر حضور ﷺ نے حضرت علی کے سر کو بوسہ دیا، اور فرمایا اے ابوالحسن! حیری یہی تقریر مجھے فرشتوں نے اور ﷺ سے پڑھ کر سنائی ہے، اور اس تقریر کا جواہر اللہ نے تیرے لیے آخرت میں تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے، وہ ثواب جسے نہ سننے والوں نے سنا، نہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور نہ انسانی عقل و فہم میں آ سکتا ہے، پھر حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا:

ارضیت ان تكون معی یا ابا بکر تطلب کما اطلب وتعرف بانک
 انت الذی تحملنی علی ما اذعیه فتحمل عنی انواع العذاب قال ابو بکر
 یا رسول اللہ اما انالو عشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعها اشد عذاب لا ینزل
 علی موت صریح ولا فرح مسیح وکان ذلک فی محبتک لکان ذلک
 احب الی من ان اتنعم فیها وانا مالک لجمیع ممالیک ملوکها فی
 مخالفتک وهل انا و مالی و ولدی الا فداؤک فقال رسول اللہ ﷺ لا جرم
 ان اطلع اللہ علی قلبک و وجد موافقالم جرى علی لسانک جعلک منی
 بمنزلة السمع والبصر والرأس من الجسد الی آخره۔ (تفسیر حسن عسکری
 ص ۱۶۳، ۱۶۵)

اے ابو بکر تو میرے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہے؟ کہ تجھے بھی لوگ اسی طرح حلاش کریں
 جیسے مجھے، اور تیرے متعلق دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ تو نے مجھے ہجرت پر اور اعداء کے
 مکرو فریب سے بچ نکلنے پر آمادہ کیا، کیا تجھے میری وجہ سے مصائب و آلام گوارہ ہیں؟
 حضرت ابو بکر نے جواب دیا یا رسول اللہ! اگر میں قیامت تک زندہ رہوں اور اس زندگی
 میں سخت عذاب اور مصائب میں مبتلا رہوں جس مصیبت و الم سے بچانے کے لیے نہ
 مجھے موت آئے اور نہ کوئی اور مجھے آرام دے سکے اور یہ تمام حضور کی محبت میں ہو تو مجھے
 بطیب خاطر منظور ہے اور یہ مجھے منظور ہیں کہ لمبی زندگی ہو اور دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ
 بن کر رہوں اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں، لیکن حضور کی معیت سے محرومی
 ہو، اور میں اور میرا مال اور اولاد حضور پر فدا اور قربان ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا یا بھئی
 اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے، اور جو کچھ تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو تیری ولی کیفیت

کے مطابق پایا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے کان اور میری آنکھ کی طرح کیا ہے، اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح بنایا ہے۔

خليفة ثانی حضرت عمر فاروق ؓ

اہل تشیع حضرت فاروق اعظم ؓ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ لیکن ملاحظہ فرمائیں کہ کتب شیعہ میں ان کی شان و عظمت کس طرح چمک دھمک رہی ہے۔

..... جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب ؓ برہنہ نکوار لئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”یہ عمر ہے“ اے اللہ! عمر کے ذریعے اسلام کو عزت عطا کر دے، حضرت عمر نے کہا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں وہاں موجود تمام لوگوں نے نعرہ بکیر بلند کیا جس کو مسجد میں موجود مشرکین نے سنا۔“

(شرح معج البلاغہ ج ۲ ص ۱۴۳ لابن ابی حدید)

..... ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر کا بازو پکڑ کر جھجھوڑتے ہوئے فرمایا ”اگر صلح صفائی کے طور پر تو آیا ہے تو میں ہاتھ روک لیتا ہوں اور اگر جنگ کے ارادے سے آیا ہے تو میں ابھی تیرا کام تمام کئے دیتا ہوں“ عمر کہنے لگے میں مسلمان ہو گیا ہوں، آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھو جب عمر نے کلمہ پڑھا تو حضور ﷺ نے بکیر کہی، صحابہ کرام نے اچھائی خوشی اور مسرت میں آ کر اتنے زور سے بکیر کہی کہ قریش کی مجلسوں تک اس کی آواز سنائی دی۔

(تاریخ روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۲۸۴)

..... حضرت خباب ؓ حضرت عمر ؓ کے پاس آئے اور کہا ”اے عمر! خوشخبری ہو مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آج رات تیرے لئے دعا کی اور تو آپ کی دعا کی قبولیت کا مظہر ہوگا، آپ لگا تار دعا کرتے رہے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت و غلبہ عطا فرما۔“ (شرح فتح البلاء ج ۱ ص ۵۹ لابن ابی حدید)

..... حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ اپنی زوجہ حفصہ کے پاس بیٹھے تھے تو دونوں میں کچھ اختلاف ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”کیا میں اپنے اور تیرے درمیان بطور ثالث کسی شخص کا تقرر کروں۔“ حضرت حفصہ کہنے لگیں جی کھینچئے! تو آپ نے عمر کی طرف پیغام بھیجا وہ آگئے، آپ نے حفصہ سے فرمایا ”اب بات کر دو“ حضرت حفصہ نے عرض کی آپ ارشاد فرمائیں لیکن بات سچی ہو (یہ سن کر) حضرت عمر نے حفصہ کے منہ پر طمانچہ رسید کیا پھر دوسرا طمانچہ مارا تو حضور ﷺ نے فرمایا، عمر رک جاؤ، حضرت عمر کہنے لگے ”اے اللہ کی قسم! یہ غیر جو کہتا ہے حق کہتا ہے اس اللہ کی قسم! جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا اگر حضور ﷺ کا گھرنہ ہوتا تو میں تیری جان لئے بغیر نہڑتا“ (تفسیر مجمع البیان ج ۳ ص ۳۵، ج ۸، تاریخ الخوارج ج ۳ ص ۱۷۲)

..... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”عمر اہل جنت کا چراغ ہے اور سکینہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔“ (احادیث طری

ص ۲۳)

..... مزید فرمایا: عمر کی زبان پر حق بولتا ہے اور فرشتہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔

(تلفیض الشافی ج ۲ ص ۲۳۷)

ب..... حضور ﷺ نے فرمایا ”اگر آسمان سے اللہ کا آج غضب و عذاب نازل ہوتا تو عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ کے بغیر کوئی نہ بچ سکتا۔“ (تحریر مجمع البیان ج ۲ ص ۵۵۹، جز ۲)۔

ب..... حضرت علی کوفہ میں تشریف لائے تو آپ سے عرض کی گئی کہ قصر امارت میں قیام فرمائیں گے تو فرمایا ”نہیں“ کیونکہ ایسی جگہ حضرت عمرؓ ٹھہرنا ناپسند فرماتے تھے، اس لیے عام مکان میں قیام کروں گا پھر آپ نے جامع مسجد کوفہ میں تشریف لا کر دو گانہ پڑھا پھر ایک مکان میں قیام فرمایا۔ (اخبار الطوال ۱۵۲)

ب..... حضرت علیؓ نے فرمایا ”ہم حضرت عمر کے بغیر کسی کے خلیفہ بننے کو پسند نہیں کریں گے، اس پر صدیق اکبر نے حضرت علیؓ کے لیے دعائے خیر فرمائی..... پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر کے سوا کسی کی اطاعت نہیں کریں گے، خدا کی قسم! اس گراں بوجھ (خلافت) کو عمر کے بغیر کوئی بھی اٹھانے والا ہمیں نظر نہیں آیا پھر حضرت علیؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کچھ اصاف بیان فرمائے۔ بعد ازاں ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”اے رسول اللہ کے خلیفہ! آپ کی پسند ہماری پسند ہے اور ہماری خوشی آپ کی خوشی سے وابستہ ہے ہم سب جانتے ہیں کہ تمام زندگی آپ نے بروجہ احسن بسر فرمائی اور ہمیشہ اُمت کی بھلائی اور خیر خواہی فرمائی اللہ تمہیں جزائے خیر دے اور اپنی عنایت و بخشش سے مخصوص فرمائے

(تاریخ روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۴۴۲)

ب..... سرکار سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے روم پر حملہ کرنے سے متعلق حضرت مولا علیؓ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے مشورہ لیا تھا۔ اس مشورہ کا تفصیل ذکر شیعہ حضرات کی فحج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۳۴ میں یوں درج ہے

من كلام له عليه السلام وقد اشار عمر بن الخطاب في الخروج الى غزوة الروم انك متى تسير الى هذا العدو بنفسك فتلقهم فتكذب لا تكن للمسلمين كاتفة دون اقصى بلادهم ليس بعدك مرجع يرجعون اليه فابعث اليهم رجلا محربا واحضر معه اهل البلاء والنصيحة فان اظهر الله فذاك ماتحب وان تكن الاخرى كنت رد الناس ومناوبة للمسلمين۔

اس کا ترجمہ شیعہ مسلک کے ذاکر حسین صاحب نے کیا ہے وہ درج کیا ذیل ہے:

جب خلیفہ ثانی نے روم پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور آپ سے بھی مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا..... اب اگر تو خود دشمن کی طرف کوچ کرے اور منکوب و مغزول ہو جائے تو یہ سمجھ لے کہ مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد تک پناہ نہ ملے گی اور تیرے بعد ایسا کوئی مرجع نہ ہوگا جس کی طرف وہ رجوع کریں، لہذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو آزمودہ کار رہو اور اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر جو جنگ کی سختیوں کے متحمل ہوں، اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں، اب اگر خدا نے غلبہ نصیب کیا، تب تو یہ وہی چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو ہی بن جائے گا۔ (نیرنگ فصاحت ترجمہ فیح البلاغ ص ۱۵۰ مطبع یوسفی دہلی)

ب..... ایک دوسری روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں!

ومن كلام له عليه السلام وقد استشار عمر بن خطاب في الشخو من لقتال الفرس بنفسه ان هذا الامر لم يكن نصرة ولا اخذ لانه بكثرة ولا بقلته وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعده و امده حتى بلغ ما بلغ و طلع حيث طلع ونحن على موعود من الله والله منجز وعده و ناصر جنده و مكان القيم بالا مـ

مکان النظام من الخرز وذهب ثم لم یجتمع بحذا فیہ ابداً والعرب الیوم وان كانوا قلیلاً فهم كثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع فكن قطناً واستدر الرحاء بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه الارض انتقضت علیك العرب من اطرافها واقطارها حتی یكون مائدع ورائك من العورات اهم الیک مما بین یدی ان الاعاجم ان ینظروا الیک غدا یقولوا هذا اصل العرب فاذا اقتطعموه استرحتم فیکون ذلک اشد لکلبهم علیک وطعمهم فیک... الخ (نسخ البلاغۃ خطبہ نمبر ۱۳۶)

اس کا شیعی ترجمہ ملاحظہ ہو!

حضرت خلیفہ ثانی نے عجمی سپاہ کے مقابلے میں بنفس خود جانا چاہا اور اس امر میں حضرت سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا: دین اسلام کا غالب آجانا اور مغلوب ہو جانا کچھ سپاہ کی کثرت و قلت پر منحصر نہیں یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کی ہر جگہ مدد اور اعانت کی، اسے ایک بلند مرتبہ پر پہنچا دیا، ان کا آفتاب وہاں طالع ہو گیا جہاں ہونا لازم تھا، ہم لوگ اس وعدہ خداوندی پر کامل یقین کے ساتھ ثابت ہیں، اس نے غلبہ اسلام کے بارے میں فرمایا۔ بے شک وہ اپنے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے، وہ اپنی سپاہ کا مددگار ہے دین اسلام کے بزرگ اور صاحب اختیار کا مرتبہ رشتہ مروارید کی مانند ہے جو موتی کے دانوں کو ایک جگہ جمع کر کے باہم پیوست کر دیتا ہے، اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر کہیں کہیں بکھر جائیں گے پھر اجتماع کامل نصیب نہ ہوگا، آج کے روز اہل عرب اگرچہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی شوکت انہیں کثیر ظاہر کر رہی ہے۔ یہ اپنے اجتماع کی وجہ سے یقیناً دشمن پر غالب ہوں گے، اب تو ان کے لیے قطب

آسیابن جا اور آسیائے جنگ کو گروہ عرب کے ساتھ گردش دے اور اپنے سوا کسی دوسرے شخص کے ماتحت بنا کر انہیں لڑائی کی آنچ سے گرم کر، کیونکہ اگر تومدینہ سے باہر چلا گیا تو عرب کے قبیلے اطراف و اکناف سے ٹوٹ پڑیں گے، اس وقت پیچھے رہ جانے والی عورات سپاہ کی حفاظت تجھ پر اس شے سے مقدم ہو جائے گی۔ جو تیرے سامنے (جنگ فارس) موجود ہے اور دوم یہ امر ہے کہ جب ایرانی کل کو تجھ کو دیکھیں گے تو آپس میں یہی کہیں گے کہ پس یہی ان عربوں کا سردار ہے اگر تم نے اسے کانٹ چھانٹ دیا تو پھر راحت ہی راحت ہے۔ بیشک یہ اقوال حیرتی لڑائی پر انہیں حریص کرویں گے وہ حیرتی گرفتاری کی حد سے بڑھی ہوئی طمع کریں گے..... الخ۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ نچ البلاغہ ص ۱۵۸ مطبع یونی دہلی)

..... حضرت علی ؑ نے حضرت عمر ؓ کے متعلق فرمایا ”عمر مسلمانوں کے حامی بنے، پس آپ نے دین کو قائم کیا اور خود سیدھے چلے یہاں تک کہ دین اپنی بنیاد پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔“ (نچ البلاغہ ص ۹۵۲، خزندہ نمبر ۳۶ فیض الاسلام شرح نچ البلاغہ ص ۱۳۰۰)

..... مزید فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حضرت عمر کے شہرہ میں برکت دے، بے شک انہوں نے کئی کو سیدھا کیا، گمراہوں کو راہ راست پر لائے اور بیماری کی دوا کی اور قتلوں سے پہلے چلے گئے اور سنت کو قائم کیا، فتنہ و تباہ کاری اور فساد کے امور کو پس پشت ڈال دیا، بالکل صاف اور بے عیب دنیا سے چلے گئے، خلافت کی خوبیاں حاصل کر گئے اور اس کے فتنہ اور فساد سے پہلے ہی چلے گئے، اور خلافت کو منظم طور پر سرانجام دیا اور اس میں کوئی خرابی اور خلل نہ آنے دیا اللہ کی فرمانبرداری کا حق ادا کیا اور اللہ سے پوری طرح ڈرتے رہے۔“ (نچ البلاغہ حصہ اول، خطبہ نمبر ۲۱۹، فیض الاسلام ج ۳ ص ۷۱۱، ۷۱۲)

ۛ.....امام محمد باقر ؑ حضرت جابر ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو اس وقت حضرت علی آئے اور انہوں نے فرمایا ”ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو میرے نزدیک کوئی شخص اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو اس کفن پوش (حضرت عمر ؑ) جیسے اعمال نامے کے ساتھ ملاقات کروں۔“ (معانی الاخبار ۴۱۲، تلخیص الثانی ص ۲۱۹)

ۛ.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر ؑ کے پاس ان پر قاتلانہ حملہ ہونے کے بعد حاضر ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم تمہارا اسلام عزت والا، تمہاری ہجرت فتح کی پیش خیمہ اور تمہاری ولایت سراسر عدل تھی، آقا کے وصال تک تمہیں آپ کی صحبت نصیب رہی اور آپ ؑ دنیا سے رخصت ہوتے وقت تم سے راضی ہو گئے پھر حضرت ابو بکر صدیق ؑ کی صحبت میں رہے تو وہ بھی خوشی راضی تم سے الوداع ہوئے، تم جب خلیفہ بنے تو پوری خلافت میں دوا دی بھی آپ سے ناراض نہ ہوئے، یہ سن کر حضرت عمر نے کہا کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہوئے تو حضرت علی نے فرمایا ”ہاں! ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔“

(شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۳۶ ابن ابی حدید)

ۛ.....حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سیدنا عمر فاروق ؑ کے دور خلافت میں ان کے انتظامات اور کارکردگی کی تعریف فرماتے ہیں اور ان کے لیے دعا خیر و برکت بھی فرماتے ہیں۔ بطور امثال یہ جملہ ملاحظہ ہو!

وقال عليه السلام في كلام له ووليهم وال فاقام واستقام حتى ضرب الدين بجيرانه۔ یہ نہج البلاغہ کی عبارت ہے۔ اس کی شرح کرتے ہوئے فیض الاسلام علی نقی

نے لکھا ہے:

امام علیہ السلام درس خنی (دربارہ عمر بن خطاب) فرمودہ است و (بعد از ابوبکر) فرماں روا شد بر مردم فرماندہی (عمر بمقام خلافت نشست) پس (امر خلافت را) برپا داشت و اپشا دگی نمود (برہم تسلط یافت) تا آنکہ دین قرار گرفت (ہم چنانکہ شتر بنگام استراحت پیش گردن خود را بر زمین نہاد اشارتہ باینکہ اسلام پس از فتنہ و) (فساد) بسیار از او تمکین نمودہ زیر بارش رفتند)

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر بن خطاب (ؓ) کے متعلق ارشاد فرمایا: حضرت ابوبکر (ؓ) کے بعد لوگوں پر ایک ایسا فرمانروا خلافت پر مسند نشین ہوا جس نے امر خلافت کو قائم کیا اور اس پر ثابت قدمی دکھائی۔ یعنی تمام پر تسلط حاصل کیا۔ یہاں تک کہ دین مضبوط و مستحکم ہو گیا۔ جیسا کہ اونٹ آرام کرنے کے لیے اپنی گردن زمین پر رکھ دیتا ہے اور خود زمین پر بیٹھ جاتا ہے اس طرح دین اسلام زمین پر مستحکم طریقہ سے متکین ہو گیا۔ پس مسلمان بہت سے فتنوں اور سازشوں کے بعد سکون پذیر ہوئے اور حضرت عمر (ؓ) کے احسان مند ہوئے۔

(فیض الاسلام شرح منہج البلاغہ ص ۱۲۹۰ مطبوعہ

ایران)


..... اسی طرح منہج البلاغہ کا خطبہ نمبر ۲۲۸ ہے کہ حضرت علی (ؓ) نے فرمایا:

لہ بلاد فلان فلقد قوم الاود و داوی العمد و اقام السنۃ و خلف الفتنۃ
ذهب نقی الثوب قلیل الغیب اصحاب خیرہا و سبق شرہا ادى الی اللہ طاعته

و اتفاقاً بحقہ۔

شیعی مجتہد فیض الاسلام علی نقی اس خطبہ کی شرح فارسی میں کرتے ہوئے لکھا ہے:

خدا شہرہائے فلاں (عمر بن خطاب) را برکت دید نگاه دارد کہ کجی را راست (گمراہاں را براہ آورد) نمود و بیماری را معالجہ کرد (مردم شہرہائے رابدین اسلام گرداند) و سخت را برپا داشت (احکام پیغمبر را اجرا نمود) و تباہ کاری را پشت سر انداخت (در زمان او قتلہ رونداو) پاک جامہ و کم عیب از دنیا رفت نیکوئی خلافت را در یافت و از شر آں پیشی گرفت (تا بود و خلافت منظم بودہ و اختلافی در آں راہ نیافت) طاعت خدا را جا آوردہ از نافرمانی او پرہیز کردہ حشمتی را ادا نمودہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فلاں شخص یعنی عمر بن خطاب کے شہروں میں برکت دے اور ان  رکھے، جس نے کجی کو درست فرمایا، گمراہوں کو راہ راست پر لائے، بیماری کا علاج کیا، شہر کے رہنے والوں کو مسلمان کیا، سخت طریقہ کو جاری فرمایا، یعنی احکام پیغمبر کو جاری فرمایا، سختہ و تباہ کاری اور فساد کے امور کو پس پشت ڈال دیا، اس دریا سے پاک دامن اور کم عیب ہو کر رخصت ہوئے، اس نے خلافت کی خوبیوں کو پایا، اس کے شر سے پہلے ہی رخصت ہو گئے اور خلافت کو منظم طور پر سرانجام دیا، اور اس میں کوئی خرابی اور اختلاف نہ آنے دیا۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت بجالائے، اس کی نافرمانی سے دور رہے اور اس کے حق کو ادا فرمایا۔ (فیض الاسلام شرح منہج البلاغہ ج ۳ ص ۷۱۱، ۷۱۲، مطبوعہ صایران)

ب..... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”اے ابن عباس! عمر بن خطاب کے بارے میں تو کیا کہتا ہے“ فرمایا ”ابو حفص عمر پر خدا کی رحمت ہو، اللہ کی قسم وہ اسلام کے سچے خیر خواہ

ہقیقوں کے مادی، احسان کے منتہی، ایمان کے مکمل، ضعیفوں کی جائے پناہ اور سچے لوگوں کی پناہ گاہ تھے، اللہ کے دین کی سر بلندی کی خاطر، مہر اور استقامت سے قائم رہے۔ یہاں تک کہ دین واضح ہوا، شہر فتح کئے، ہندوں کو جین نصیب ہوا جو فاروق اعظم ؓ میں نقص و خرابی نکالے اس پر اللہ تعالیٰ کی قیامت تک لعنت ہو۔“

(مروج الذهب للمسعودی ج ۳ ص ۵۱)

..... سیدنا فاروق اعظم ؓ، سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے داماد بھی ہیں کیونکہ آپ کی شہزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما حضرت عمر ؓ کے نکاح میں تھیں۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۱۳۱، ۱۳۱)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما

تمام صحابہ کرام ؓ برحق ہیں لیکن حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا مقام باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بلند ہے۔ جیسا کہ ذیل کی عبارات شیعہ سے بھی واضح تر ہو رہا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوا!

..... حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کسے رکھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ”ابو بکر کو“ پھر عرض کیا ان کے بعد کس کا مقام ہے تو فرمایا ”عمر بن خطاب کا“۔ (تاریخ روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۳۸۰)

..... حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر ؓ کو خلافت ملے گی ان کے بعد تمہارے والد عمر ؓ کو خلافت ملے گی انہوں نے عرض کیا حضور آپ کو کس نے بتایا؟ فرمایا ”اللہ علیم وخبیر نے“۔ (تفسیر فی ج ۲ ص ۳۹۲، تفسیر مجمع البیان ج ۱۰

ص ۳۱۳، تفسیر صافی ج ۲ ص ۱۶، تفسیر منہج الصادقین ج ۹ ص ۳۳۰

..... حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں ابو بکر صدیق ؓ کی مجلس میں آتے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں (ابو بکر صدیق کو) جنت اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری سنا دو اور عمر فاروق کو جنت اور ابو بکر صدیق کے بعد خلافت کی بشارت دو۔ (تخصیص الشافی ج ۳ ص ۳۹)

..... حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما زمین میں ایسے ہیں جیسے جبریل و میکائیل علیہما السلام آسمان میں ہیں۔ (احجام طبری ۷۲۷)

..... حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا ”سیدنا صدیق اکبر ؓ اسلام میں سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں اور ان کے بعد خلیفہ فاروق اعظم ہیں“ میری عمر اس بات کی گواہ ہے کہ دونوں اسلام میں عظیم مقام رکھتے ہیں، ان کے وصال سے اسلام کو سخت نقصان ہوا ہے اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے انہوں نے جو کام کیا ہے اس کی اچھی جزاء دے۔

(شرح منہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۶۲، مکتوب نمبر ۹ لابن میثم، وقعة الصفین ص ۶۳)

..... حضور ﷺ کے بعد لوگوں نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا اور ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا، یہ دونوں سیرت و کردار میں بلند پایہ انسان تھے۔ انہوں نے امت میں خوب انصاف کیا۔ (وقعة الصفین ۱۳۹)

..... وہ دونوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) عاقل اور پرہیزگار امام تھے دونوں حق پر رہے، حق پر ہی دونوں کا وصال ہوا، قیامت کے دن دونوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

(احقاق الحق ۱۶، انوار نعمانیہ ج ۱ ص ۹۹)

ۛ..... ابو بکر و عمر نے تقویٰ و پرہیزگاری سے کام لیا، روٹی کا لباس پہنا اور تکلیف وہ چیزوں کو پسند کرنے لگے، لوگوں پر مال غنیمت تقسیم کیا مگر خود و نبوی دولت سے دور ہو گئے، اس لئے لوگوں کا شبہ تھا تو وہ بڑھ گیا چنانچہ وہ کہنے لگے اگر انہوں نے نفسانی خواہشوں سے نص کی مخالفت کی ہوتی تو نبوی دولت سے بہرہ مند کیوں نہ ہوتے؟ کوئی بھی وائش مند آدمی جب نص کی مخالفت کرتا اور دین ضائع کرتا ہے تو نبوی زندگی کو پر رونق بناتا ہے جب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے دنیا سے ہی ہاتھ اٹھا لیا تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے نص کی مخالفت کی۔ (ناخ التوارخ ج ۳ ص ۷۲)

ۛ..... حضور ﷺ نے فرمایا ”جنت تین آدمیوں کی مشاق ہے“ کہتے ہیں کہ اتنے میں ابو بکر آئے تو انہیں کہا گیا اے ابو بکر تم صدیق ہو اور فاروق میں دو میں سے دوسرے ہو، تو حضور سے دریافت کر وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا ”مجھے خطرہ ہے اگر میں نے پوچھا اور میں خود ان میں سے نہ ہوا تو بنی تمیم مجھے ملامت کریں گے پھر عمر بن خطاب آئے، ان سے بھی کہا گیا کہ تم فاروق ہو اور تم وہ ہو جن کی زبان پر فرشتہ بولا ہے۔ مگر تم پوچھ کر بتاؤ وہ تین کون ہیں؟ تو فاروق نے کہا ”مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں پوچھ بیٹھا اور میں خود ان میں سے نہ ہوا تو بنی عدی مجھے ملامت کریں گے“۔ (رجال الکشی ۳۲)

ۛ..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ”میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے، جب حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے پاؤں مبارک تیسری سیڑھی پر ہوتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تیسری سیڑھی پر بیٹھے اور پاؤں دوسری سیڑھی پر رکھتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسری سیڑھی پر بیٹھتے اور ان کے پاؤں زمین پر

ہوتے۔“

(ناسخ التواريخ ج ۲ ص ۱۵۳، جلاء العیون ۱۵۸، فروع کافی ج ۲ ص ۳۱۶)

..... جب معاملہ خلافت حضرت علیؑ کے ہاتھ میں آیا تو آپ سے فدک کے لئے جانے کے بارے میں گفتگو ہوئی تو آپ نے فرمایا ”اللہ کی قسم! مجھے اس چیز کے لوٹانے سے شرم آتی ہے جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور عمر نے بھی ان کی پیروی کی۔“

(شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۹۳ لابن ابی حدید)

..... حضرت علیؑ کا ایک خطبہ ملاحظہ ہو!

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبته خیر هذه الامة بعد نبیہا ابوبکر وعمر وفي بعض الاخبار انه علیہ السلام خطب بذلك بعد ما انھی الیه ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشیمة فدعی به وتقدم بعقوبته بعد ان شهدوا علیہ بذلك۔ (الثانی ج ۲ ص ۴۲۸)

حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام امت سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علیؑ کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے۔ جس کے بعد امیر المؤمنین علیؑ نے اس گالی بکنے والے کو بلایا۔ شہادت طلب کی اور شہادت کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔ حضرت امام زین العابدینؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کچھ کوفیوں نے آپ سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

درباره ایشان جز بخیر سخن نکنم و از اہل خود نیز در حق

ایشان جز سخن خیز نہ شنیدہ ام۔ (ناخ التواریخ ج ۲ ص ۵۹۰)

ان حضرات (شیخین کریمین) کے بارے میں سوائے کھڑے خیر کے کچھ نہیں کہتا اور اپنے گھر اور خاندان کے لوگوں سے بھی میں نے ان کے حق میں کلمہ حق کے سوا کچھ نہیں سنا۔

..... ایک قریشی نے حضرت علی ؑ سے عرض کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں یہ کہتے ہیں اے اللہ! جس طرح تو نے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی، ہماری بھی ویسی ہی اصلاح فرما۔ خلفائے راشدین سے آپ کیا مراد لیتے ہیں، یہ سنتے ہی آپ کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا: ابو بکر و عمر، وہ دونوں میرے حبیب اور تمہارے چچا ہیں، ہدایت کے امام، شیخ الاسلام، قریش کے نہایت معزز فرد اور رسول اللہ ﷺ کے بعد قابل اقتداء ہیں، ان کی اقتداء و اتباع کرنے والا ﴿﴾ و معصون اور صراط مستقیم پر گامزن رہے گا۔

(تلخیص الثانی ج ۳ ص ۳۱۸)

..... سیدنا امام محمد باقر ؑ فرماتے ہیں:

لست بمنکر فضل عمر لکن ابابکر الفضل من عمر۔

(احتجاج طبری ج ۲ ص ۷۹ مطبوعہ ایران)

میں حضرت عمر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں، لیکن حضرت ابو بکر، عمر سے افضل ہیں۔

..... سیدنا امام جعفر صادق ؑ سے مروی ہے:

انه كان يتولاهما ويأتي القبر فيسلم عليهما مع تسليمه علي رسول

الله صلى الله عليه وآله وسلم۔ (الثانی ص ۲۳۸)

حضرت (امام جعفر صادق ؑ) حضرت ابو بکر، حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ دوستی اور محبت رکھتے تھے، آپ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر

شریف پر حاضری دیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کے ساتھ (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں کو بھی سلام کہتے تھے۔

.....شیعہ حضرات کی معتبر کتاب میں موجود ہے:

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔

(رجال الکشی ص ۳۳۸)

.....حضرت علی المرتضیٰ ؑ نے فرمایا:

اگر میرے پاس کوئی آدمی آئے اور مجھے ابو بکر و عمر سے افضل سمجھے تو میں اسے ضرور مغتری (بہتان تراشی) کی سزا (۸۰ کوڑے) ماروں گا۔ (رجال الکشی ج ۲ ص ۶۹۵)

خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ

شیعہ حضرات سیدنا عثمان غنی ؓ پر بے عقیدات کا بازار گرم کر دیتے ہیں جبکہ آپ کا فضل و کمال ناقابل تردید ہے، کتب شیعہ سے چند حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

.....حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اے اللہ! عثمان بن عفان سے راضی ہو جا، بے شک میں اس سے راضی ہوں۔“ (تاریخ روضة الصفاء ج ۳ ص ۲۰۳)

.....حضرت ام کلثوم کا نام شریف آمنہ تھا، حضرت رقیہ، کے بعد ان کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا، لہذا حضرت عثمان کو ذوالنورین یعنی دونوروں والا کہتے ہیں۔

(منتخب التواریخ ۲۹، شرح نوح البلاغ ج ۳ ص ۶۰ لا بن ابی حدید)

..... حضرت علیؑ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت عثمان غنیؓ کے اوصاف و فضائل میں یہ بھی فرمایا کہ ”آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے جس طرح ہم رہے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی عمل حق میں آپ سے ادنیٰ نہ تھے، آپ کو ان دونوں سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کا داماد ہونے کی عزت حاصل ہے جو ان حضرات کو نہ تھی“ (نُج البلاغہ ص ۲۲۰ خطبہ ۱۶۳)

..... حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں دیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۳)

..... حضرت رقیہ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن حضور ﷺ نے انہیں بدر کے اجر و ثواب میں شریک فرمایا تھا۔

(المنہ والا شراف ۲۰۵، اعلام الوریٰ)

(۱۳۸)

..... حضرت عثمان غنیؓ قرابت کے اعتبار سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ قریب ہیں پھر انہوں نے داماد رسول ہونے کے حوالے سے وہ مرتبہ حاصل کیا جو ابو بکر و عمر کو نہ مل سکا۔ حضرت رقیہ دام کلثوم سے شادی کی جو مشہور روایت کے مطابق حضور کی صاحبزادیاں ہیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی فرمائی، ان کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم سے ان کا نکاح ہوا۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۱۶، فیض الاسلام، شرح نُج البلاغہ)

(ج ۳ ص ۵۱۹)

ب..... حضرت علیؑ فرماتے ہیں ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو بھی میں یکے بعد دیگرے ان کی شادی عثمان سے کر دیتا یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتی۔“ (شرح معجم البلاغہ ج ۳ ص ۶۰ لابن ابی حدید)

ب..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ابوالحسن! ابھی ابھی جاؤ اور اپنی زرہ بیچ کر جو قیمت ملے میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اس سے تمہارے لئے اور اپنی بیٹی کے لئے شادی کا ضروری سامان تیار کروں“ میں گیا اور چار سو درہم کے بدلے وہ زرہ حضرت عثمان کے ہاتھ فروخت کر دی جب میں نے قیمت وصول کر لی اور عثمان نے زرہ پر قبضہ کر لیا تو عثمان نے کہا ”اے ابوالحسن! میں اس زرہ کا تم سے زیادہ مستحق نہیں اور تم ان درہموں کے مجھ سے زیادہ مستحق ہو تو میں نے کہا ”ہاں ٹھیک کہتے ہو، عثمان غنیؓ نے کہا کہ میں یہ زرہ تم کو بطور ہدیہ دیتا ہوں، میں درہم اور زرہ دونوں لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا، درہم اور زرہ آپ کے سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنیؓ کا سارا واقعہ بیان کر دیا تو آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کے لیے دعائے خیر فرمائی۔“ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۹)

ب..... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امرونی ان ازوج فاطمة من علی فانطلق فادع لی ابا بکر وعمر وعثمان وعلیاً وطلحة والزبیر بعد دھم من الانصار قال فانطلقت فدعوتهم لہ۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں پس تم جاؤ اور ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور احنہ بن انصار میں سے بلاؤ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں ان کو بلانے کے لیے گیا، پھر آپ ﷺ نے محفل میں خطبہ نکاح پڑھا اس کے بعد فرمایا

انہی اشہد کم انی قد زوجت فاطمة من علی علی اربع مائة مثقال فضة۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے چار سو مثقال چاندی حق مہر کے عوض سے کروایا ہے۔ (کشف الغمہ ص ۳۴۸)

..... جب مشرکین نے حضرت عثمان غنی ؓ کو گرفتار کر لیا تو حضور کو خبر ملی کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی کو شہید کر دیا ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا ”ہم مشرکین سے لڑائی کے بغیر یہاں سے نہیں اٹھیں گے“۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۶)

..... ایک روایت میں ہے: حضور ؐ نے اپنا ہاتھ مبارک دوسرے ہاتھ مبارک پر مارا اور حضرت عثمان ؓ کے لئے بیعت لی اور مسلمانوں نے کہا کہ حضرت عثمان بڑے خوش نصیب ہیں۔ (فروع کافی، کتاب الروضہ ج ۳ ص ۱۵۱)

..... حضرت علی ؓ نے حضرت عثمان غنی ؓ سے کہا ”بے شک لوگ میرے پیچھے ہیں جو مجھے آپ کے اور اپنے درمیان سفیر بنا کر لائے ہیں، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں؟ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور آپ کو کوئی ایسا امر نہیں پہنچا سکتا جسے آپ نہ پہچانتے ہوں ہم نے کسی چیز میں آپ سے سبقت نہیں لی، جس سے آپ کو خبردار کریں جو کچھ ہم نے دیکھا وہی کچھ آپ نے دیکھا، جو کچھ ہم نے سنا وہی کچھ آپ نے سنا، جیسی ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ویسی آپ نے اختیار کی، ابن خطاب اور ابن ابوقحافہ عمل حق میں آپ سے افضل نہیں ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے زیادہ ہیں اور آپ پیغمبر کی مادامی کے شرف سے مشرف ہیں، یہ وہ مرتبہ ہے جس پر وہ دونوں نہ پہنچ سکتے“۔ (مع الجلائف حصہ اول خطبہ ۱۳)

..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

لما قتل جعلني سادس ستة فدخلت حيث ادخلني وكرهت ان
الفرق جماعة المسلمين واشق عصاهم فبايعتم عثمان فبايعته۔

(امالی لابی جعفر الطوسی ج ۲ ص ۱۲۱ جزء ثامن عشر)

جب (حضرت عمر فاروق ؓ) پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے چھ آدمیوں
میں چھٹا مجھے مقرر کیا تو میں ان کے شامل کرنے پر ان میں شریک ہو گیا اور میں نے
مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کو مکروہ جانا اور اتفاق کی لالچی کو توڑنا برا سمجھا، پس تم نے
(حضرت) عثمان کی بیعت کی تو میں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔

۔..... پھر حضرت علی ؓ حضرت عثمان غنی ؓ کی طرف چلے گئے اور ان کی بیعت
کی۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۶۱۷ لابن ابی حدید)
۔..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة

اس کا ترجمہ شیعہ حضرات کے بشارت حسین مرزا کامل پوری نے یوں کیا ہے
بے شک خدا ان مومنین سے راضی و خوش ہوا جنہوں نے اے رسول! درخت کے نیچے تم
سے بیعت کی۔

اس آیت شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے شیعہ حضرات کے مستند مفسرین نے لکھا ہے کہ
سرکار نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی ؓ کے لیے جب بیعت لی
تو سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیعت کی۔ ملاحظہ ہوا کتب
علی علیہ السلام الی معاویۃ انا اول من بايع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
تحت الشجرة۔ (تفسیر الصافی ج ۲ ص ۵۸۲ مطبوعہ ایران)

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے معاویہ کو خط لکھا کہ درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے والوں میں سے میں پہلا شخص ہوں۔
 ب۔۔۔ یہ عبارت بھی ملاحظہ ہو!

حبس عثمان فی عسکر المشرکین و بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ضرب باحدی یدیدہ علی الاخری بعثمان و قال المسلمون طوبی لعثمان قد طاف بالبيت وسعی من الصفا والمروة واحل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلقت بالبيت فقال ما كنت لا طوف بالبيت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یطف به۔

(کتاب الروضہ ج ۸ ص ۳۲۵، ج ۸ ص ۳۲۶ مطبوعہ ایران)
 (حضرت) عثمان (ؓ) کو مشرکین کے لشکر نے قیدی بنالیا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک دوسرے ہاتھ مبارک پر مارا، اور (حضرت) عثمان (ؓ) کے لیے بیعت لی، اور مسلمانوں نے عرض کیا، عثمان (ؓ) بڑے خوش قسمت ہیں جنہوں نے بیت اللہ کا طواف، صفا و مروہ کی سعی کی سعادت حاصل کی اور احلال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔ جب عثمان حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا تو انہوں نے عرض کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طواف نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا ہوں۔

ب۔۔۔۔۔ یہی مضمون شیعوں کی کتاب حلیۃ حیدری ص ۱۱۹ پر بھی موجود ہے۔
 ب۔۔۔۔۔ شہادت عثمان کے بعد حضرت علی (ؓ) ان کے گھر غزوہ داخل ہوئے اور اپنے

دونوں بیٹوں کو فرمایا کہ تم دونوں دروازے پر تھے، ایسے میں امیر المؤمنین کیسے شہید ہو گئے اس کے بعد امام حسن کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین کے سینہ پر مکہ رسید کیا۔ (مروج الذهب ج ۳ ص ۳۴۵)

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عثمان پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے آپ اپنے خادموں اور غلاموں پر مہربان تھے نیکی کرنے والوں میں افضل، شب خیر و شب زندہ دار تھے، ووزخ کے ذکر پر نہایت گریہ کرنے والے، عزت و وقار کے امور میں اٹھ کھڑے ہونے والے اور نبی کریم ﷺ کے داماد تھے، جو شخص عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبان لعن و طعن و راز کرے اللہ تعالیٰ اس پر قیامت تک لعنت کرے، سب لعنت کرنے والوں کی لعنت کے برابر۔

(تاریخ مسعودی ج ۳ ص ۵۱، تاریخ التواتر ج ۵ ص ۱۴۴)

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”بنی عباس کا اختلاف بھی یقینی ہے اور خدا بھی یقینی ہے، محمد بن علی حلبی نے پوچھا کہ خدا کیسی ہے؟ فرمایا ”ایک آواز دینے والا دن کے آغاز پر آسمان سے ندا کرتا ہے کہ جان لو بے شک علی اور ان کے پیروکار ہی کامیاب ہیں اور دن کے اختتام پر بھی ایک ندا دینے والا ندا کرتا ہے کہ خبردار عثمان اور ان کے پیروکار کامیاب ہیں۔“ (کتاب الروض ج ۸ ص ۳۱۰)

حضرات خلفائے ثلاثہ (ابو بکر و عمر و عثمان) رضی اللہ عنہم

یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حقیقت کو

کتب شیعہ سے بھی نمایاں ہوتا دیکھیں!

..... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بے شک ابو بکر میرے کان، عمر میری آنکھ اور عثمان میرے دل کی جگہ ہے۔“ (معانی الاخبار ۷۸، جامع الاخبار ص ۱۱۰)

..... امت میں جس نے مجھے لڑکی وی یا جس کو میں نے لڑکی وی وہ دوزخ میں ہرگز نہ نہیں جائے گا، کیونکہ میں نے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا تو اللہ نے مجھ سے اس کا وعدہ فرمالیا ہے۔ (لوامع التذیل ج ۲ ص ۷۶)

..... حضور ﷺ نے حضرت حفصہ کو فرمایا ”میرے بعد ابو بکر اور اس کے بعد تیرا باپ عمر اس امت کے مالک اور بادشاہ ہوں گے اور ان کی اتباع میں عثمان غنیؓ، خلیفہ ہوں گے۔“ (تفسیر منہج الصادقین ج ۹ ص ۳۳۰)

..... اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے مسلمانوں میں سے ایک معاون اور مددگار جماعت منتخب فرمائی تھی اور ان معاونین کے آپ کے نزدیک ایسے ہی درجات تھے جیسے اسلام میں ان کی افضلیت تھی، ان سب میں اللہ اور اس کے رسول کے زیادہ خیر خواہ خلیفہ اول ابو بکر تھے۔ پھر ان کے خلیفہ عمر فاروق اعظم مجھے اپنی عمر کی قسم! ان دونوں حضرات کا اسلام میں بہت اونچا مقام ہے، اللہ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور انہیں اچھی جزا سے نوازے اور تم نے حضرت عثمان کا ذکر کیا کہ وہ فضیلت میں تیسرے درجے پر تھے۔ عثمان نیکو کار تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی نیکی کی بہت جلد جزا عطا فرمائے گا۔

(واقعہ صفین ص ۶۳)

..... صحابہ میں سب سے افضل اللہ اور مسلمانوں کے نزدیک سب سے رفیع المراتب خلیفہ اول (ابو بکر) تھے جنہوں نے سب کو ایک آواز پر جمع کیا اور انتشار کو مٹایا اور اہل

روہ (وین سے پھر جانے والوں) سے جنگ و قتال کیا، ان کے بعد خلیفہ ثانی (عمر) کا درجہ ہے، جنہوں نے فتوحات حاصل کیں، شہروں کو آبا و کیا اور مشرکین کی گردنوں کو ذلیل کیا پھر خلیفہ ثالث (عثمان) کا درجہ ہے، جو مظلوم و ستم رسیدہ تھے اور ملت کو فروغ دیا اور کلمہ حق پھیلایا۔ (شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۲۸۲ لابن ابی حدید، حاشیہ فتح البلاء ۶۹۷)

ب..... حضرت علیؑ فرماتے ہیں ”میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے، جن لوگوں نے ابوبکر و عمر و عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور مقصد بیعت بھی وہی تھا جو ان کا تھا۔ لہذا موجودہ حضرات میں کسی کو علیہ کی کا اختیار نہیں اور نہ غائب لوگوں کو اس کی ترویج کی اجازت ہے، مشورہ مہاجرین اور انصار کو ہی شایان شان ہے تو اگر یہ سب کسی شخص کے خلیفہ بنانے پر متفق ہو جائیں تو یہ سب اللہ کی رضا ہوگی اور اگر ان کے حکم سے کسی نے بوجہ طعن یا بدعت کے خروج کیا تو اسے واپس لوٹا دو اگر واپسی سے انکار کرے تو اس سے قتال کرو، کیونکہ اس صورت میں وہ مسلمانوں کے اجتماعی فیصلوں کو ٹھکرانے والا ہے اور اللہ نے اسے حوجہ کرو یا جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے۔

(فتح البلاء حصہ دوم، مکتوب ۶، الاخبار الطوال ۱۳۰)

ب..... پیٹک حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنیؓ نے حدو کے فیصلے حضرت علی کے سپرد کر رکھے تھے۔ (جعفریات ص ۱۳۳)

ب..... امام زین العابدینؑ کے پاس ایک وفد آیا تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ کہے تو حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا: میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اور اللہ تمہاری بد

کلامی کی تمہیں سزاوے۔ (کشف المندرج ۲ ص ۷۸، جلاء المعیون ج ۱ ص ۳۹۳)

ت... حضرت علی ؑ نے فرمایا ”جو مجھے چوتھا غلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت“۔

(مجمع الفضائل ترجمہ مناقب ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۶۷، مناقب آل ابی طالب ج ۳ ص ۶۳)

اس جملے میں بھی سیدنا علی ؑ نے حضرات خلفائے راشدین ؑ کی خلافت، صداقت

اور حقانیت کو واضح فرما دیا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک

اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ ؑ کی محبت کے دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے اقوال

واقعال اور فیصلہ جات کو بھی ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین:

”علی دا پہلا نمبر“ کہنے والے کا حکم

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ ؑ، ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے

افضل ہیں اور ان کا خلافت میں پہلا نمبر ہے۔ ان کے متعلق حضرت علی ؑ فرماتے ہیں:

..... اگر میرے پاس کوئی آدمی آئے اور مجھے ابو بکر و عمر سے افضل سمجھے تو میں اسے

ضرور مفتری (بیہتان تراش) کی سزا (۸۰ کوڑے) ماروں گا۔ (رجال اکشی ج ۲ ص

(۶۹۵)

..... آپ نے مزید فرمایا:

عنقریب میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، ایک محبت میں حد سے

تجاوز کرنے والا کہ اسے فلو (حد سے بڑھنا) حق کے خلاف لے جائے گا۔ دوسرا گروہ

میرے بارے میں بغض و عناد میں حد سے بڑھنے والا کہ اس کا بغض اسے حق کے خلاف

لے جائے گا اور میرے بارے میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو اعتدال پر ہوں تو

تم بھی میانہ راہ کو لازم پکڑو اور سوادِ اعظم سے جدا نہ ہونا، پس جو جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے جیسے گلے (ریوڑ) سے جدا ہونے والی بکری بھیڑے کا لقمہ بنتی ہے۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۳۶۵، خطبہ نمبر ۱۲۵)

..... حضرت علیؑ نے فرمایا:

”جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو“۔ (مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب ج ۲ ص ۶۷، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، مناقب آل ابی طالب ج ۳ ص ۶۳)

..... حضرت سیدنا امام باقرؑ سے عرض کیا گیا ”لیس لك من الامر شئ“ کی کیا تاویل ہے؟ فرمایا: ”حضورؑ حضرت علیؑ کے لیے خلیفہ بلا فصل کے خواہش مند تھے لیکن اللہ نے اس خواہش کا انکار فرمادیا“۔ (تفسیر فرات الکونی ص ۱۹۲)

..... ایک روایت میں لکھا ہے:

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبته خیر هذه الامة بعد نبیہا ابوبکر وعمر وفي بعض الاخبار انه علیہ السلام خطب بذلك بعدما انھی الیه ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشتیمة فدعی به وتقدم بعقوبته بعد ان شهدوا علیہ بذلك۔ (الثانی ج ۲ ص ۲۲۸)

حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام امت سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علیؑ کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے۔ جس کے بعد امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے اس گالی پکنے والے کو بلایا۔ شہادت طلب کی اور شہادت کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔

۱..... اسی کتاب الشافی کے اسی صفحہ پر امام زین العابدین کی روایت ہے کہ جب ابو بکر ؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ ہاتھ بڑھائیں، میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھروں گا۔ اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا، اور فرمایا:

ويحك يا اباسفیان هذه من دواھیک قد اجتمع الناس علی ابی بکر ما زلت تبغی الاسلام عوجا فی الجاهلیة والاسلام واللہ ما ضر الاسلام ذلک شینا ما زلت صاحب الفتنة۔ (الشافی ج ۲ ص ۴۲۸)

ابوسفیان! حیرے لیے سخت افسوس ہے، یہ سب حیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں، حالانکہ ابو بکر صدیق ؓ کی خلافت پر صحابہ کا اجماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہونچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ کر ہی رہے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بلا وجہ دشمنی رکھنے والوں کو اپنی کتابوں کی ان روایتوں پر بھی غور کرنا چاہئے کہ:

۱..... حضرت عمرو بن عاص ؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا ”یا رسول اللہ! تمام مخلوقات میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا ”عائشہ“۔ پھر پوچھا حضور میرا سوال مردوں کے متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا ”ابو بکر صدیق، ان کے بعد عمر“

(تاریخ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۳۸۰)

..... حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! اللہ نے تیرے شیطان کو ذلیل کرویا۔“ تو وہ عرض کرنے لگیں حضور! آپ کے شیطان کو بھی اللہ نے ذلیل کرویا۔ فرمایا ”اے عائشہ! ایسے نہ کہو، میں نے اللہ سے اس کے خلاف مدد چاہی اللہ نے میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ ابھر اس کا نام ہے اور وہ جنتی ہوگا۔“

(قرب الاسناد ج ۲ ص ۱۷۶)

..... حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

”مرد نماز پڑھنے والے کے بالتقابل اگر عورت نماز پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ بعض اوقات اس طرح نماز ادا فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں اور وہ حالت حیض میں ہوتیں۔“ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۵۹)

..... حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

”فاطمہ! کھانا لے آؤ..... حضرت فاطمہ پتھر کی ایک ہڈیا اور کھانا لئے حاضر ہو گئیں، کھانے کو ڈھانپ دیا گیا اور آپ نے دعا مانگی، اے اللہ! کھانے میں ہمیں برکت عطا فرما، پھر فرمایا بیٹی! عائشہ کے لیے روٹی کا ایک ٹکڑا توڑو میں نے توڑا پھر تمام ازواج کے لیے اور اپنے خاوند اور اپنے لئے ٹکڑے توڑے۔“ (قرب الاسناد

ص ۱۸۵)

حضور اکرم ﷺ کی اولاد امجاد ﷺ

کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی، جبکہ اہل بیت کرام کا موقف یہ ہے کہ آپ کی حقیقی بیٹیاں چار ہیں۔ سطور ذیل میں چند شیعی روایات ملاحظہ ہوں!

..... حضرت امام جعفر صادق ؑ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی! قاسم، طاہر انہی کا نام عبد اللہ ہے، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ، علی بن ابوطالب نے فاطمہ سے شادی کی۔ ابو العاص بن ریح جو کہ بنو امیہ کے ایک آدمی ہیں نے زینب سے نکاح کیا۔ ام کلثوم سے عثمان بن عفان نے تعلق زوجیت قائم کیا، لیکن وہ خانہ آبادی سے پہلے ہی وفات پا گئیں جب مسلمان جنگ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے رقیہ کی شادی عثمان سے کر دی اور رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم، مار یہ قبیلہ سے پیدا ہوئے۔

(مرآة العقول فی تخریج اخبار آل رسول ج ۵ ص ۱۸۰، کتاب الحج، ابواب التاريخ، باب مولد النبی لسلام باقر مجلسی، طبع دار الکتب الاسلامیہ تہران)

..... ملا باقر مجلسی نے یہی روایات حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۸، کتاب دوم، باب (۵۱) پنجاہ ویکم در بیان اولاد امجاد آنحضرت است، طبع قدیم کتاب فروشی اسلام، تہران پر بھی نقل کی ہیں۔

..... مزید لکھتے ہیں: ”اسی (امام جعفر صادق کی) روایت کی طرح حمیدی نے قرب الاسناد میں ہارون بن مسلم سے بروایت سعد بن صدقہ، حضرت امام جعفر صادق سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی امام باقر علیہما السلام سے روایت کیا ہے۔“

(مرآة العقول ج ۵ ص ۱۸۰)

..... عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال کان رسول اللہ ﷺ ابائنا۔

(فروع کافی ج ۲ ص ۲۵۶، کتاب الحقیقہ، نو لکھنؤ)

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ ﷺ (ایک سے زائد) بیٹوں کے باپ تھے۔
معلوم ہوا امام باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما دونوں کا یہی موقف ہے کہ حضور
اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔ لہذا حب اہل بیت کے نعرے کے ساتھ ساتھ اہل بیت کے
موقف اور فتوے کو بھی تسلیم کرنا چاہیے۔

۱..... حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غزوہ بدر میں
شریک نہ ہوئے لیکن حضور ﷺ نے انہیں بدر کے اجر و ثواب میں شریک فرمایا تھا۔
(النبہ والا شراف ۲۰۵، اعلام الوری)

(۱۳۸)

۱..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرابت کے اعتبار سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی
نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ قریب ہیں پھر انہوں نے داماد رسول ہونے
کے حوالے سے وہ مرتبہ حاصل کیا جو ابو بکر و عمر کو نہ مل سکا۔ حضرت رقیہ دام کلثوم سے
شادی کی جو مشہور روایت کے مطابق حضور کی صاحبزادیاں ہیں پہلے حضرت رقیہ سے
شادی فرمائی، ان کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم سے ان کا نکاح ہوا۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۱۶، فیض الاسلام شرح منہج البلاغہ ج ۳ ص ۵۱۹)

۱..... حضرت ام کلثوم کا نام شریف آمنہ تھا، حضرت رقیہ کے بعد ان کا نکاح حضرت
عثمان سے ہوا، لہذا حضرت عثمان کو ذوالنورین یعنی دونوروں والا کہتے ہیں۔

(منتخب التواریخ ۲۹، شرح منہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ لا بن ابی حدید)

۱..... حضرت امام باقر و جعفر صادق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”نبی پاک کی اولاد طاہر وقاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔“ (ختی الامال ج ۱ ص ۱۲۵ فصل ہشتم، باب اول، مروج الذهب ج ۲ ص ۲۹۱، قرب الاسناد ص ۸، خصال لابن بابویہ ج ۲ ص ۳۷)

ب..... حضور ﷺ نے فرمایا:

بے شک خدیجہ نے میری پشت سے دو بیٹے جنے، طاہر جس کا نام عبداللہ ہے اور مطہر ہے اور میری پشت سے قاسم جانا اور فاطمہ اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب کو۔ (خصال ج ۲ ص ۳۷ لابن بابویہ)

فائدہ: حضور ﷺ کی اولاد امجاد کے بارے میں مزید حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(اصول کافی ج ۲ ص ۳۳۵، فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶، ج ۲ ص ۶، تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱، الاستبصار ج ۱ ص ۲۳۵، تنقیح الثانی ج ۳ ص ۵۴، بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۷، باب (۵۱) بنواہ وکم، مرآۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰، تاریخ الخوارج ج ۱ ص ۱۶۴، انوار النعمانیہ ج ۱ ص ۳۶۶، تجلید المعام ج ۱ ص ۱۱۳، منتخب الخوارج ج ۱ ص ۲۴، مروج الذهب ج ۲ ص ۲۹۱، معجم البلدان ص ۲۲۰، خطبہ نمبر ۱۶۳، شرح معجم البلدان ج ۳ ص ۳۶۰ لابن ابی حدید)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف نہایت ہی نامناسب انداز اختیار کیا جاتا ہے جبکہ درج ذیل شیعی روایات پر غور و فکر کرنے سے آپ کی شان و فضیلت روز روشن کی طرح واضح دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً:

ب..... حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر معاویہ ؓ میرے حق میں ان لوگوں سے بہتر ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم تیرے شیعہ ہیں مگر انہوں نے مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کیا، میرا اثاثہ لوٹ لیا اور میرا مال چھین لیا۔ خدا کی قسم! اگر میں حضرت امیر معاویہ ؓ سے عہد کر لوں جس سے میرا خون بچ جائے اور میرے گھر والے لوگ امن حاصل کر لیں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ شیعہ مجھے مار ڈالیں اور میرا گھرانہ برباد ہو جائے، خدا کی قسم! اگر میں حضرت امیر معاویہ ؓ سے جنگ کروں تو یہی شیعہ میری گردن و بوج کر مجھے حضرت امیر معاویہ ؓ کے سپرد کر دیں۔“

(تاریخ التواریخ ج ۱ ص ۲۱۳، احتجاج طبری

ج ۲ ص ۱۰)

ب..... حضرت امام حسن ؓ نے فرمایا:

”تحقیق ہم بیعت کر چکے اور باہمی عہد کر چکے۔ لہذا ہمارے اس بیعت توڑنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ (الاخبار الملوّال ص ۲۲۰)

ب..... حضرت امام حسین ؓ نے فرمایا:

”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے آپ (حضرت امیر معاویہ ؓ) سے کیا تھا۔“

(مقتل ابی مخنف ص ۶)

ب..... حضرت علی ؓ فرماتے ہیں ”حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے..... ہم خدا پر ایمان لانے، اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں، نہ وہ ہم پر فضل و زیاوتی کے

طلبگار ہیں، ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔“ (غیر مجبہ صاحت ترجمہ ص ۳۶۳)
 حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

نہ تو ہم ان (معاویہ) سے اس لئے لڑے کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے اور نہ ہم
 ان سے اس لئے لڑے کہ ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں بلکہ (ایک بات تھی جس میں) ہم سمجھتے
 تھے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں۔ (قرب الاسناد ص ۳۵)
 آپ نے اپنے تمام حکام کو ایک ”وضاحت نامہ“ لکھ کر بھیجا کہ یہ بات ظاہر ہے
 کہ ہمارا رب ایک ہے، نبی ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے، نہ تو ہم اللہ پر ایمان لانے
 اور رسول کی تصدیق کرنے میں ان سے کسی بڑائی کے دعویدار ہیں اور نہ ہی اس معاملہ
 میں وہ ہم پر کچھ بڑائی جتاتے ہیں۔ ہمارا معاملہ بالکل ایک جیسا ہے اور اصل اختلاف تو
 صرف ”خون عثمان“ کے متعلق پیدا ہوا ہے (اور ہمارا موقف ہے کہ) ہم اس سے بری
 ہیں۔ (فتح البلاغ ص ۲۲۸، مترجم)

..... حضرت امام حسنؑ نے حضرت امیر معاویہؓ کی نہ صرف یہ کہ خود بیعت کی
 بلکہ اپنے چھوٹے بھائی حضرت امام حسنؑ کو بھی حکم فرمایا کہ اے حسین! انھوں اور ان کی
 بیعت کرو، بے شک وہ میرا امام اور میرا امیر ہے تو حضرت امام حسینؑ اور جناب قیس
 نے بھی بیعت کر لی۔“ (رجال کشی ج ۲ ص ۳۲۵، جلاء المعین ص ۲۶۰)

..... حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ اس دوران کہ نبیؐ خطبہ ارشاد فرما رہے
 تھے کہ اچانک حسنؑ آپ کے پاس منبر پر چڑھ گئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا لیا اور
 فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں
 میں صلح کرادے گا۔“ (کشف الغمہ ص ۵۳۶، مطبوعہ تبریز)

یہاں یہ بھی جان لیں کہ یہ دونوں گروہ کون سے تھے؟ جن کے درمیان حضرت امام حسن ؑ نے صلح کرائی اور جنہیں مسلمان کہا گیا ہے؟ ایک گروہ حضرت علی کا اور دوسرا حضرت امیر معاویہ کا تھا۔ حضرت امام حسن نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر کے دونوں میں صلح کرا دی۔

..... مزید کئی روایات میں ذکر ہے کہ حضرت امام حسن ؑ نے امیر معاویہ ؓ کی بیعت کی تھی ملاحظہ ہو امروج الذہب ج ۳ ص ۷ بیروت، احتجاج طبری ج ۲ ص ۹ نجف اشرف جدید، مقتل ابی مخنف ص ۳۶، ۳۷ مکتبہ حیدریہ، نجف اشرف، کشف القمہ ج ۱ ص ۵۷۱، تہذیب، الاخبار الطوال ص ۲۲۰ تذکرہ زیاد بیروت۔

..... حضرت امام باقر ؑ فرماتے ہیں:

”حضرت علی ؑ جنگ جمل میں شریک کسی کو بھی مشرک اور منافق نہ سمجھتے تھے۔“ (قرب الاسانوح ص ۴۵)

لیکن آج کے ”شیعان علی“ کہلانے والے حضرات مولائے کائنات ؑ کے موقف کے برخلاف جنگ جمل میں شریک ہونے والوں پر فتویٰ لگا کر ”بغض علی“ کا ثبوت کیوں دیتے ہیں؟

باغ فدک

شیعہ حضرات کی طرف سے اس مسئلہ کو خوب اچھالا جاتا ہے اور جان بوجھ کر غلط رنگ دیتے ہوئے حضرت صدیق اکبر ؑ کو مطعون کیا جاتا ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ کو ان کا حق نہ دیا، جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو گئیں اور انہیں صدمہ ہوا لیکن حقیقت کیا

ہے؟ وہ سطور ذیل میں ملاحظہ ہوا

ب..... حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ:

حضور ؑ نے فرمایا ”علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء ورہم و دینار کی وارثت نہیں چھوڑتے بلکہ وہ اپنی احادیث اور علم و حکمت کی باتیں چھوڑتے ہیں، پس جس نے ان احادیث سے کچھ لے لیا اس نے کافی نصیب پالیا، پس تم اس پر نظر رکھو کہ تم اس علم کو کس سے لیتے ہو یہ علم ہم اہل بیت کا ہے کیونکہ جو علم پیغمبر نے امت کے لیے چھوڑا ہے اس کے وارث اہل بیت رسول ہیں جو عاقل ہیں اور جو غالین کی تحریف اور اہل باطل کے تغیرات اور جاہلوں کی تاویلوں کو رد کرتے ہیں۔

(کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص ۳۵، اصول کافی مع شرح صافی ج ۱ ص ۸۳)
ب..... رسول اللہ ؑ نے فرمایا:

عالم کی فضیلت بے علم عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر، کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور بے شک انبیاء اپنی وارثت ورہم و دینار نہیں بلکہ علم چھوڑتے ہیں۔ سو جو شخص اس علم میں سے حصہ لیتا ہے وہ بہت بڑی چیز لیتا ہے۔ (اصول کافی مع شرح صافی ج ۱ ص ۸۷)

ب..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ رسول اللہ ؑ ”فدک“ سے اپنی خوراک لے لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ میں ”فدک“ کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا جس طرح حضور ؑ کیا کرتے تھے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس پر راضی ہو گئیں۔

(شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۸۰ لابن ابی حدید، شرح فتح البلاء ج ۵ ص ۱۰۷ لابن میثم)

ثابت ہوا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق ؓ پر راضی تھیں، لیکن ان کی محبت کا دم بھرنے والے نجانے آج بھی حضرت ابو بکر صدیق سے کیوں ناراض ہیں؟..... معلوم ہوتا ہے ان کا سیدہ فاطمہ سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ معاملہ ”مدعی سست گواہ چست“ والا ہے

ب..... ابو عقیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام باقر ؓ سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان، کیا ابو بکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا یا تمہارے حق دبائے؟ فرمایا نہیں، اس اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ تمام جہانوں کے لیے وہ نذیر بن جائے، ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا، میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں، کیا میں ان سے محبت رکھوں؟ فرمایا، ہاں! تو برباد ہو جائے انہیں دونوں جہانوں میں دوست رکھ اور اگر اس وجہ سے تجھے کوئی نقصان ہو تو میرے ذمے ہے۔

(شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۸۲ لابن ابی حدید)

ب..... محمد بن اسحاق نے امام ابو جعفر محمد بن علی ؓ سے پوچھا کہ جب حضرت علی ؓ عراق کے والی ہوئے تو اس وقت لوگوں کے تمام امور ان کے زیر تصرف تھے اس وقت انہوں نے ذوی القربا کے حصہ کا کیا بتایا؟ فرمایا ”ان کے بارے میں حضرت علی نے وہی طریقہ اپنایا جو ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کا تھا۔“

(شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۸۶ لابن ابی حدید)

..... جب معاملہ خلافت حضرت علیؑ کے ہاتھ میں آیا تو آپ سے فدک کے لٹائے جانے کے بارے میں گفتگو ہوئی تو آپ نے فرمایا ”اللہ کی قسم! مجھے اس چیز کے لوٹانے سے شرم آتی ہے جس کو ابوبکرؓ نے نہیں لوٹایا اور عمرؓ نے بھی ان کی پیروی کی۔

(شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۹۴ لابن ابی حدید)

سوچیے! اگر صدیق اکبرؓ کا طریقہ کار غلط تھا تو حضرت علیؑ نے اسے کیوں اپنایا اور اگر انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق نہیں دیا تھا تو حضرت علیؑ نے وہ حق اپنے بیٹوں کو کیوں نہ دیا؟۔

حضرت ابوبکرؓ پر تنقید کرنے والے یہاں کیوں خاموش تماشاکی بنے ہوئے ہیں؟ یا وہ مان لیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ کار برحق تھا۔

..... حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر باغ فدک کا یہی معاملہ

میرے سپرد کر دیا جائے اور مجھے فیصلہ کرنے کو کہا جائے تو میں وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا تھا۔“ (شرح فتح البلاء ج ۳ ص ۸۲ لابن ابی حدید)

ملاحظہ فرمائیں! حب اہل بیت کا نام لے کر مخالفین نے مسئلہ باغ فدک کے متعلق حضرت صدیق اکبرؓ کے خلاف طوفان بدتمیزی پھا کر رکھا ہے جبکہ اہل بیت کرامؑ حضرت ابوبکرؓ کے طریقہ کار کو سلام محبت پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

شیعہ حضرات حد کو جائز قرار دیتے ہیں بلکہ اس کی بڑی فضیلتیں بیان کرتے ہیں جبکہ اہل بیت کرام ؑ اسے حرام اور ناپسند کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوا
 امام جعفر صادق ؑ نے حد کے متعلق فرمایا:

اس (حد) کو چھوڑ دو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ایک شخص عورت کی شرمگاہ کو دیکھے پھر اس کا تذکرہ اپنے بھائیوں اور احباب سے کرے۔
 (فروع کافی ج ۱)

۵ ص ۲۵۳)

..... زید بن علی اپنے جد امجد حضرت علی ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی ؑ نے فرمایا ”رسول اللہ ﷺ نے گمریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانا اور نکاح حد حرام کر دیا ہے۔“ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۳۶، تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۱)

لوہے کے کڑے وغیرہ پہننا

شیعہ حضرات لوہے کے کڑے بڑے شوق سے پہنتے ہیں اور اسے اہلیت کرام ؑ کی محبت قرار دیتے ہیں۔ جبکہ
 حضرت امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں:

”لوہے کی کوئی چیز پہن کر نماز جائز نہیں ہوتی کیونکہ وہ نجس اور بری چیز سے مسخ کی ہوئی ہے۔“ (فروع کافی ج ۳ ص ۴۰۰، تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۲۷، کتاب لعل الشرائع ص ۳۲۸)
 حضور ﷺ نے فرمایا:

”لوہے کی انگوٹھی پہن کر کوئی نماز نہ پڑھے، جس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی اللہ

اس کے ہاتھ کو پاک نہیں کرے گا۔“

(فروع کافی ج ۳ ص ۴۰۴ تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۲۷ من لایحضرہ الفقہ
ص ۱۶۴)

تعزیر نکالنا

آج کل اہل بیتؑ کی محبت اور نشانی تعزیر نکالنے کا بھی بتایا گیا ہے، حالانکہ
..... حضرت علیؑ نے فرمایا:

”جو شخص قبر پھر سے بنائے یا اس کی تشبیہ و شکل (تعزیر) بنائے وہ اسلام سے
خارج ہے۔“ (من لایحضرہ الفقہ ج ۱ ص ۱۲۰)
..... ایک روایت میں ہے کہ

حضورؐ نے فرمایا: عورت کی اطاعت کرنے والے..... اسے تعزیر میں
بھیجنے والے کو سر کے بل جہنم میں ڈالتے ہیں۔ (حلیۃ المستعین ص ۴۶)

سیاہ لباس

شہداء کربلاؑ کا سوگ مناتے ہوئے سیاہ لباس بھی پہنا جاتا ہے جبکہ شیعہ حضرات
کی کتابوں میں اس کے متعلق بڑی وعید آئی ہے۔ ملاحظہ ہو!
..... حضرت علیؑ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا:
”میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو، حضور کے دشمنوں کا لباس سیاہ ہے۔“

(عیون الاخبار ج ۲ ص ۲۲)

..... حضرت علیؑ اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے کہ سیاہ لباس نہ

پہنا کرو، کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے۔ (من لاسخضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۶۳)

..... حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

”سیاہ لباس چھنبیوں کا لباس ہے۔“

(فروع کافی ج ۲ ص ۴۴۹، من لاسخضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۶۳)

..... پھر فرمایا:

”بے شک سیاہ کپڑا دوزخیوں کا لباس ہے۔“

(من لاسخضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۶۲، تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۱۳، حلیۃ المتقین ص ۸)

..... حضور ؑ سیاہ لباس ناپسند فرماتے۔ (من لاسخضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۶۳، تہذیب

الاحکام ج ۲ ص ۲۱۳، حلیۃ المتقین ص ۹)

..... حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

”سیاہ لباس دوزخ والوں کا لباس ہے۔“

(من لاسخضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۶۳، کتاب العلل الشرائع ص ۳۳۷)

سیاہ جھنڈا

اہل تشیع سیاہ جھنڈے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے مکانوں، دکانوں اور دیگر مقامات پر

نصب کرتے ہیں اور اس پر بڑا حقیر کیا جاتا ہے۔ جبکہ ان کے نزدیک اس کی حقیقت کیا

ہے ملاحظہ ہوا

..... حضور اکرم ؑ نے ارشاد فرمایا:

”دوسرا جھنڈا میرے پاس آئے گا، پہلے جھنڈے سے زیادہ سیاہ ہوگا اور

بہت کالا ہوگا اور پہلوں کی طرح مجھے جواب دیں گے پھر میں کہوں گا کہ میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑ آیا تم نے ان سے کیا برتاؤ کیا، وہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کی ہم نے مخالفت کی اور تیری حرمت کی ہم نے امداد نہ کی اور ان کو ہم نے شہید کیا اور برباد کیا، میں کہوں گا مجھ سے دور ہو جاؤ تو وہ سیاہ روحوں کوثر سے پیاسے چلے جائیں گے۔
(جلاء العیون ص ۳۲۱)

تبرہ کی حرمت

”حب علی“ کا دعوئی کرتے ہوئے اپنی زبانوں کو تبرہ سے ناپاک کیا جاتا ہے اور خلفائے ثلاثہ کی حرمت کو پامال، لیکن کیا حب علی ﷺ کے ان دعویداروں کو خبر نہیں کہ..... حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے جان کے دشمن کو بھی کبھی گالی نہیں دی اور اپنی ذاتی رنجش کی بنیاد پر کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا، بلکہ اپنے ماننے والوں کو اس بات سے منع فرمایا: انہی کا ارشاد ہے ”میں تمہارے لیے اس بات کو برا خیال کرتا ہوں کہ تم گالی دینے والے بنو۔ (صحیح البلاغہ ص ۳۴۶)
..... حضرت علی ﷺ نے فرمایا ہے:

میں تمہیں اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں دصیت کرتا ہوں کہ کسی کو برائہ کہو، کیونکہ انہوں نے آپ کے بعد کوئی کام خلاف اسلام نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کرنے والوں کو دد دست بنایا اور پناہ دی، رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے متعلق یہی دصیت فرمائی ہے۔ (الامالی لابی جعفر الطوسی ج ۲ ص ۱۳۶، بحار الانوار ج ۲۲ ص ۲۰۶)

اہل تشیع بڑی دھوم دھام سے ماتم کرتے اور اس کا حکم دیتے ہیں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو برا سمجھتے ہیں جبکہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اس ماتم کے مخالف ہیں اور اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

..... شیعوں کی تفسیر ”تمی“ میں ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن عبدہ * نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! معروف کے بارے میں ہمیں کیا حکم فرمایا ہے کہ ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:

رب تعالیٰ کے فرمان ”معروف“ کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے منہ نہ نوچو، رخساروں پر طمانچہ نہ مارو، بال نہ بکھیرو، کرتے چاک نہ کرو، کپڑوں کو سیاہ نہ بناؤ، ہائے ہائے اور بربادی بربادی نہ چیخو، قبر کے پاس نہ کھڑی ہو۔ تو ان شرطوں کے ساتھ حضور نے عورتوں کی بیعت لی۔ (تفسیر تمی ج ۲ ص ۳۶۳، اصول کافی ج ۵ ص ۵۲۷، تفسیر صافی ص ۵۳۱، حیات القلوب ج ۲ ص ۳۶۰، مرآة العقول ج ۱ ص ۵۱۳)

..... تفسیر مجمع البیان میں ہے ”ولا یعصینک فی معروف“ سے مراد یہ ہے کہ نوحہ سے باز رہیں، کپڑے پھاڑنے، بال اور منہ نوچنے اور مرنے والوں پر واویلا کرنے سے پرہیز کریں۔ (تفسیر مجمع البیان ج ۹ ص ۲۷۶)

..... فروع کافی میں بھی ام حکیم بنت حارث کی روایت کچھ زیادتی کے ساتھ تحریر ہے۔ ملاحظہ ہو فروع الکافی للعلینی ج ۲ ص ۱۰۲۲۸ سے صاحب مرآة العقول نے موثق اور حسن لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو مرآة العقول ج ۱ ص ۵۱۳

..... رسول اکرم ﷺ کے مواجدہ شریفہ میں حاضری کا ادب شیعی کتاب میں اس طرح لکھا ہے ”رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ فوج در فوج اس گھر میں آنا، مجھ پر صلاۃ بھیجنا

اور سلام کرنا، (لیکن) رو کر فریاد کرنا، اور اوٹلا کر کے مجھے اذیت نہ دینا۔

(جلاء العیون ص ۶۹)

ب..... ایک روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: مصیبت کے وقت باواز رونے، نوحہ کرنے، اور جنازہ کے پیچھے عورتوں کے جانے سے۔ (حلیۃ المتقین ص ۱۸۸)

ب..... حلیۃ المتقین میں دوسری جگہ لکھا ہے حضور نے فرمایا عورت کی اطاعت کرنے والا..... اسے تعزیہ میں بھیجنے والے کو سر کے بل جہنم میں ڈالتے ہیں۔ (حلیۃ المتقین ص ۳۶)

ب..... طائفہ امامیہ کے شیخ صدوق نے نقل کیا کہ

رسول اللہ ﷺ نے مصائب پر باواز بلند رونے، نوحہ کرنے اور سننے سے منع فرمایا۔ (کتاب الامالی ص ۲۵۳، حلیۃ المتقین ص ۱۸۹، من لاسخضرہ الفتیہ ج ۲ ص ۳۵۶)

ب..... مجمع المعارف میں ہے:

نوحہ کرنے والا روز قیامت، کتوں کی طرح نوحہ کناں ہوگا۔

(مجمع المعارف ص ۱۶۲)

ب..... حیات القلوب میں ہے:

سب سے پہلا نوحہ گانے والا شیطان تھا، (جب اسے جنت سے نکالا گیا)۔

(حیات القلوب ج ۱ ص ۷۳)

ب..... اولاد آدم میں قاتل پہلا شخص ہے جس نے واویلا کیا، اور ملعون ہوا۔

(نفس الرحمن ص ۱۲۴، محمد تقی النوری، الطبری)

ب..... فیح البلاغہ میں ہے:

صبر مصیبت کے اندازے سے اترتا ہے، جس نے مصیبت کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مارا، اس کے اعمال برباد ہوئے۔ (صحیح البیاض ص ۱۵۸، مترجم ص ۸۹۷) ب..... ایک روایت میں ہے:

رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

اذا نامت فلا تخشی علی وجہا ولا ترخی علی شعرا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علی نائحة۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۲۲۸، جلاء العیون ص ۶۵) جب میں فوت ہو جاؤں تو منہ نہ چھیلنا، بال نہ نوچنا، واویلانا نہ مچانا، اور نوحہ گر عورتوں کو نہ بلانا۔

ب..... ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

حضور سرور ﷺ عالم کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے روئے مبارک سے کپڑا ہٹایا۔ اور عرض گزار ہوئے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ زندگی بھر اور بعد وفات بھی طیب ہیں، آپ کی وفات سے وہ شئی بند ہو گئی جو کسی پیغمبر کے انتقال سے بند نہ ہوتی تھی۔ یعنی نبوت اور وحی، آپ کی مصیبت اتنی عظیم ہے جس نے ہمیں دوسروں کی مصیبت سے مطمئن کرویا۔ آپ کی وفات کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے کہ سب لوگ یکساں دلیکیر ہیں۔

واگرنہ آں بود کہ امر کردی بصبر کردن ونہی نمودی از جزع نمودن ہر آئینہ آبہائے سر خود را در مصیبت تو فرو می ریختم و ہر آئینہ درد مصیبت ترا ہرگز دو انمی کردم

(حیات اقلوب ج ۲ ص ۳۶۳)

اور اگر آپ مبر کا حکم اور جزع سے منع نہ فرماتے تو اس مصیبت پر ہم تمام سر کا پانی بہا دیتے اور آپ کی اس مصیبت کے درد کی کوئی دوا نہ کرتے۔
 ب..... امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لیس لاحدکم ان یحدا کثر من ثلثة ایام الا المرأة علی زوجها حتی
 تفضی عدتها۔ (من لاسخضرہ الفقہ ص ۳۶)
 کس کو جائز نہیں تین روز سے زائد سوگ کرے، مگر بیوی کو اپنے خاوند کی موت پر (چار
 ماہ اور دس دن کی) عدت تک اجازت ہے۔

نوٹ..... اس مفہوم کی روایات تہذیب اور وسائل الشیعہ میں بھی پائی جاتی ہیں ملاحظہ
 ہوا! التہذیب ص ۲۳۸، وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۷۳
 ب..... حیات القلوب میں ہے:

حضرت رسول فرمود اے فاطمہ توکل کن برخدا صبر کن
 چنانچہ صبر کر دند پدرانِ تو کہ پیغمبران بودند و مادرانِ تو کہ زنہائے
 پیغمبران بودند۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۲)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! خدا پر توکل کر اور صبر کر، تیرے آباء جو کہ
 پیغمبر تھے صبر کرتے رہے اور تیری مائیں، جو پیغمبروں کی بیویاں تھیں صبر کرتی رہیں۔
 ب..... اسی کتاب میں تھوڑا آگے منقول ہے:

بداں اے فاطمہ! کہ برائے پیغمبر گریبان نمی باید درید
 و رانمی باید خراشید و اوایلانمی باید گفت۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۳، کتاب الحلل والشرائع ج ۲ ص ۱۱۰)

اے فاطمہ! جان لے کہ پیغمبر کے لیے گریبان نہیں چاک کرنا چاہیے، اور چہرہ پر خراش نہیں لگانا چاہیے اور داویلا نہیں کرنا چاہیے۔

..... نیز اسی کتاب میں ہے:

ابن بابویہ اپنی معتبر سند سے امام باقر سے روایت کرتے ہیں، حضرت رسول خدا ﷺ نے وقت وفات سیدہ فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ! جب میں وفات کرجاؤں تو میرے لیے چہرہ پر خراش نہ ڈالنا، بال نہ بکھیرنا، داویلا نہ کرنا، اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا، اور نوحہ گروں کو نہ بلانا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۴)

..... امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ رانوں پر مارنا، اس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔“ (فروع کافی ج ۳ ص ۲۲۴)

..... حضرت جعفر بن ابی طالب ؑ کی شہادت کے وقت حضرت علی ؑ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”کسی کی موت پر اور کسی کے دوران جنگ شہید ہو جانے پر غم کھاتے ہوئے داویلا کے ساتھ ماتم نہ کرنا۔“ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۱۲)

..... حضور ﷺ نے فرمایا: ”ماتم کرنے والا کل قیامت کے دن کتے کی طرح آئے گا۔“ (مجمع العارف بر حاشیہ طلیۃ المستقیمین ص ۱۶۲)

..... حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ایک عورت کتے کی شکل کی دیکھی، فرشتے اس کی دہر میں آگ جھونک رہے تھے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا..... اے

میرے پدر بزرگوار! اس کا دنیا میں کیا عمل و عادت تھی؟“ آپ نے فرمایا ”وہ نوحہ کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔“

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۴۳، بیون اخبار الرضاج ۲ ص ۱۱، انوار نعمانیہ ج ۱ ص ۲۱۶)

..... جابر (ؓ) نے کہا ہے کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جزع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: واویلا کیساتھ زور سے چلانا، بلند آواز سے چیخنا، چہرے اور سینے پر طمانچے مارنا اور پیشانی سے بال نوچنا سخت ترین جزع ہے۔ (فروع کافی ج ۳ ص ۲۲۲)

..... رسول اللہ (ﷺ) کی وفات ہوئی تو حضرت علی (ؓ) نے فرمایا:

”اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور ماتم کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کا ماتم کر کے آنکھوں اور دماغ کا پانی خشک کر دیتے۔“

(شرح فتح البلاغ ج ۴ ص ۴۰۹ لا بن میثم)

..... حضرت امام حسین نے میدان کربلا میں اپنی ہمیشہ بی بی زینب کو وصیت فرمائی ”اے بہن، میں تجھے قسم دیتا ہوں تو میری قسم پوری کرنا کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا، نہ مجھ پر چہرہ نوچنا اور نہ مجھ پر واویلا اور ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت کے الفاظ پکارتا۔“ (الارشاد المفید ۲۳۲، اعلام الوریٰ ص ۲۳۶، جلاء العیون ص ۳۸۷، تاریخ التواریخ ج ۶ ص ۲۵۳، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۴۴، اخبار ماتم ص ۴۰۰)

..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”خدا کی قسم! اگر یہ (ماتم) گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر چلاتی اور آپ کی بارگاہ میں فریاد کرتی۔“

(فروع کافی، کتاب الروضہ ص ۲۳۸)

۱..... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”ہر گز تم میں سے کوئی شخص میری وفات پر رخصت پر طمانچہ نہ مارے اور ہر گز مجھ پر گریبان چاک نہ کرے“ (دعائم الاسلام ص ۱۳۰)

۲..... اہل کوفہ کا روان اہل بیت کی بے سروسامانی دیکھ کر زور زور سے رونے اور ماتم کرنے لگے تو سیدہ زینب نے فرمایا ”حمہ وصلوۃ کے بعد اے بے وفا اور وفا باز کو فیو! اب تم روتے اور ماتم کرتے ہو، خدا تمہیں ہمیشہ رلائے اور تمہارا رونا اور ماتم کرنا کبھی موقوف نہ ہو، تم بہت زیادہ رکو اور بہت تھوڑا ہنسو، تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو کاتے ہوئے وحاگے کو مضبوط ہو جانے کے بعد جھٹکے دے کر توڑ ڈالے، تم نے اپنے ایمان کو دھوکے اور فریب کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، تمہاری مثال اس سبزے کی سی ہے جو نجاست کی ڈھیری پر لگا ہوا ہو، تم میں سوائے خود ستائی، شہنی، عیب جوئی، تہمت سرائی اور لونڈیوں کی طرح خوشامد اور چاپلوسی کے کچھ نہیں، بلاشبہ تم بہت برے کام کے مرکب ہوئے، تم نے ہمیشہ کے لیے ذلت حاصل کی اور عیب کمایا اور جہنم کے سزاوار ہوئے۔ خدا تعالیٰ تم پر غضب نازل فرمائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل فرمائے۔“ (جلاء العیون ج ۲ ص ۲۲۳)

۳..... سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”(اے ہمارے شہیدوں کے قاتلو!) یعنی تمہیں جہنم کی بشارت ہو، تم نے ہمارے بھائی کو شہید کر دیا، تم پر تمہاری مائیں روتی رہیں، تم نے وہ خون بہایا جو اللہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم حرام کر دیا تھا۔“

(مقتل ابی مخنف ص ۸۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واهل بیتہ
وسائر امتہ اجمعین۔

ظ ظ ظ

